اسلامیات سیریز

تفسیر
پارہ الٓمّٓ

از

مولانا ابو الکلام آزاد

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

اسلامیات سیریز نمبر ٦

تفسیرِ پارۂ الٓمّٓ

مولانا ابوالکلام آزاد [illegible]

کے از [illegible]

شمیم بک ڈپو ۹۸ عبدالکریم روڈ لاہور

ہدیہ ــ دس آنے

الفاتحة (۱)

مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

(سورۂ فاتحہ ۔ مکی ۔ سات آیتیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو الرحمٰن اور الرحیم ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

ع ۷ ۱

ہر طرح کی ستائشیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام کائنات خلقت کا پروردگار ہے، جو رحمت والا ہے اور جس کی رحمت تمام مخلوقات کو اپنی بخششوں سے مالامال کر رہی ہے جو اس دن کا مالک ہے جسدن کاموں کا بدلہ لوگوں کے حصے میں آئیگا (خدایا) ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تو ہی ہے جس سے (اپنی ساری احتیاجوں میں) مدد مانگتے ہیں (خدایا!) ہم پر (سعادت کی) سیدھی راہ کھولدے وہ راہ جو ان لوگوں کی راہ ہوئی جن پر تو نے انعام کیا۔ انکی نہیں جو پھٹکارے گئے۔ اور نہ ان کی جو راہ سے بھٹک گئے۔

ظفر برادرز، ظفر منزل بنک سکوئر دی مال، لاہور

ہدیہ :- دس آنے

پیشکش

ظفر احمد قریشی
پرنٹر۔ پبلشر

مولانا محمد علیؓ قریشی اویسی
مالک شمیم بکڈپو

اشرف پریس سے چھپوا کر
شمیم بکڈپو سے شائع کیا

پہلا ایڈیشن ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء
دوسرا ایڈیشن ۱۲ مئی ۱۹۵۸ء

کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ نیز وہ لوگ جو اس (سچائی) پر ایمان رکھتے ہیں، جو تم پر (یعنی پیغمبرِ اسلام پر) نازل ہوئی ہے اور ان تمام (سچائیوں) پر جو تم سے پہلے (یعنی پیغمبرِ اسلام سے پہلے) نازل ہو چکی ہیں اور (ساتھ ہی) آخرت (کی زندگی) کے لئے بھی ان کے اندر یقین ہے۔ تو یقیناً یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے (ٹھہرائے) راستہ پر ہیں اور یہی ہیں (دنیا اور آخرت میں) کامیابی پانے والے۔

دوسری قسم منکرین حق کی جو قبولیت کی استعداد کے لحاظ سے پہلی قسم کی ضد ہیں

(لیکن) وہ لوگ جنہوں نے (ایمان کی جگہ) انکار کی راہ اختیار کی (اور سچائی کے سننے اور قبول کرنے کی استعداد کھو دی)، تو (ان کے لئے ہدایت کی تمام صدائیں بیکار ہیں) تم انہیں (انکارِ حق کے نتائج سے) خبردار کرو یا نہ کرو، وہ ماننے والے نہیں۔ ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔ سو (جن لوگوں نے اپنا یہ حال بنا لیا ہے وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتے۔ کامیابی کی جگہ) ان کے لئے عذاب جانکاہ ہے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی جو اگرچہ خدا پرستی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر فی الحقیقت اس سے محروم ہیں

(اور ان دو قسموں کے آدمیوں کے علاوہ) کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں۔ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں (حالانکہ) حقیقت یہ ہے کہ وہ مومن نہیں۔

البقرة

مدنية مائتان وست وثمانون اية

(مدنی - ۲۸۶ آیتیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

یہ کتاب متقی انسانوں پر فلاح وسعادت کی راہ کھولنے والی ہے۔ قبولیت حق کے لحاظ سے انسانوں کی پہلی قسم

الف - لام - میم - یہ الکتاب ہے - اس میں کوئی شبہ نہیں - متقی انسانوں پر (سعادت کی) راہ کھولنے والی (متقی انسان وہ ہیں) جو غیب (کی حقیقتوں) پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہم نے جو کچھ روزی انہیں دے رکھی ہے - اسے (نیکی

وہ مفسد ہیں مگر اپنے آپ کو مصلح سمجھتے ہیں

جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں خرابی نہ پھیلاؤ (اور بدعملیوں سے باز آجاؤ) تو کہتے ہیں (ہمارے کام خرابی کا باعث کیسے ہو سکتے ہیں) ہم تو سنوارنے والے ہیں۔ یاد رکھو، یہی لوگ ہیں جو خرابی پھیلانے والے ہیں اگرچہ (جہل و سرکشی سے اپنی حالت کا) شعور نہیں رکھتے۔

وہ راست بازی کو بے وقوفی اور نفاق کو دانشمندی سمجھتے ہیں

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے، ایمان کی راہ اختیار کرو جس طرح اور لوگوں نے اختیار کی ہے تو کہتے ہیں کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح (یہ) بیوقوف آدمی ایمان لے آئے ہیں (یعنی جس طرح ان لوگوں نے بے سروسامانی و مظلومی کی حالت میں دعوتِ حق کا ساتھ دیا۔ اسی طرح ہم بھی بے وقوف بن کر ساتھ دے دیں!) یاد رکھو فی الحقیقت یہی لوگ بے وقوف ہیں، اگرچہ (جہل و غرور کی سرشاری میں اپنی حالت کا) شعور نہیں رکھتے!

راست بازوں کی تحقیر اور ایمان والوں کا تمسخر ان لوگوں کا شیوہ ہے

جب یہ لوگ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو (دعوتِ حق پر) ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے لیکن جب اپنے شیطانوں کیساتھ اکیلے میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہمارا اظہار ایمان اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ہم تمسخر کرتے تھے (یہ لوگ ایمان کے معاملے میں تمسخر کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خود انہی کیساتھ تمسخر ہو رہا ہے کہ اللہ (کے قانون) نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے اور (سرکشی کے طوفان) میں بہکے چلے جا رہے ہیں! (یقین کرو) یہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی لیکن نہ تو ان کی تجارت فائدہ مند نکلی، نہ ہدایت ہی نصیب ہوئی

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا
كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى
الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ
هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ
لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ
السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝
وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى
شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝
اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠
فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ ١٦

وہ (ایمان کا دعوےٰ کرکے) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ
وہ خود ہی دھوکے میں پڑے ہیں، اگرچہ (جہل و سرکشی سے) اس کا شعور
نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں (انکار کا) روگ ہے۔ پس اللہ نے (دعوت
حق کامیاب کرکے) نہیں اور زیادہ روگی کردیا۔ اور ان کے لئے عذاب جانکاہ
ہوگا۔ اس لئے کہ اپنی نمائش میں سچے نہیں!

شقاوت کا یہ حال ہے) وہ کبھی اپنی گم گشتگی سے لوٹ نہیں سکتے۔

حق کے ظہور اور محروموں کی محرومی کی دوسری مثال کائنات خلقت کی سہولتیاں بھی خیر و برکت کیلئے ہیں لیکن محروم سمجھتے ہیں خوف و سراسیمگی کے سوا کچھ نہیں آتا

یا پھر ان لوگوں کی مثال ایسی سمجھو جیسے آسمان سے پانی کا برسنا کہ اسکے ساتھ کالی گھٹائیں، بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک ہوتی ہے رفرض کرو، دنیا پانی کیلئے بیقرار تھی۔ اللہ نے اپنی رحمت سے بارش کا سماں باندھ دیا تو اب ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ بارش کی برکتوں کی جگہ صرف اسکی ہولناکیاں ہی ان کے حصے میں آئی ہیں) بادل جب زور سے گرجتے ہیں تو موت کا ڈر انہیں دہلا دیتا ہے راس کی گرج تو روک سکتے نہیں) اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے لگتے ہیں حالانکہ راگر بجلی گرنے والی ہی ہو تو ان کے کان بند کر لینے سے رک نہیں جائیگی) اللہ کی قدرت تو ہر حال میں، منکروں کو گھیرے ہوئے ہے رجب، بجلی از زور سے چمکتی ہے تو ان کی خیرگی کا یہ حال ہوتا ہے گویا، قریب ہے کہ بینائی اُچک لے۔ اسکی چمک سے جب فضا روشن ہو جاتی ہے تو دو چار قدم چل لیتے ہیں جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو ر ٹھٹک کر) رک جاتے ہیں اگر اللہ چاہے تو یہ بالکل بہرے اندھے ہو کر رہ جائیں اور یقیناً اللہ ہر بات پر قادر ہے

توحید الٰہی کی تلقین اور خالقیت اور ربوبیت سے استدلال جس کا یقین انسان کی فطرت میں ہے،

اے افرادِ نسلِ انسانی! اپنے پروردگار کی عبادت کرو راس پروردگار کی) جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان سب کو بھی پیدا کیا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں را ور اس لئے پیدا کیا) تاکہ اس کی نافرمانی سے بچو۔

وہ پروردگارِ عالم، جس نے تمہارے لئے زمین فرش کی طرح بچھا دی اور آسمان کو چھت کی طرح بلند کر دیا اور پھر تم دیکھ رہے ہو کہ وہی ہے، جو آسمان سے پانی برساتا ہے

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ
مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ
لَا يُبْصِرُونَ ○ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ○
أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ
يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ
الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ
أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ ۙ وَإِذَا أَظْلَمَ
عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ
ع أَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
٢١ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا
وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ

تیسری قسم کے لوگوں کی محرومی کی ایک مثال

ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی ، (رات کی تاریکی میں بھٹک رہا تھا اس) نے روشنی کے لئے ، آگ سلگائی ۔ لیکن جب (آگ سلگ گئی) اور اس کے شعلوں سے ، آس پاس روشن ہو گیا ، تو قدرتِ الٰہی سے ایسا ہوا کہ (اچانک شعلے بجھ گئے اور) روشنی جاتی رہی ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روشنی کے بعد پھر اندھیرا چھا گیا ، اور آنکھیں اندھی ہو کر رہ گئیں ، کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا ۔ بہرے ، گونگے ، اندھے ہو کر رہ گئے (جن لوگوں کی محرومی و

اس کی سی ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور اللہ کے سوا جن (طاقتوں) کو تم نے اپنا حمائتی سمجھ رکھا ہے ان سب کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا لو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کبھی نہ کر سکو گے تو اس آگ کے عذاب سے ڈرو (جو لکڑی کی جگہ) انسان اور پتھر کے ایندھن سے سلگتی ہے اور منکرین حق کے لئے تیار ہے!

(لیکن ہاں، جن لوگوں نے انکار و سرکشی کی جگہ) ایمان کی راہ اختیار کی، اور ان کے کام بھی اچھے ہوئے تو اُن کے لئے (آگ کی جگہ ابدی راحت کے) باغوں کی بشارت ہے (سرسبز و شاداب باغ) جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور اس لئے وہ کبھی خشک ہونے والے نہیں) جب کبھی ان باغوں کا کوئی پھل اُن کے حصے میں آئے گا، (یعنی بہشتی زندگی کی کوئی نعمت ان کے حصے میں آئے گی) تو بول اٹھیں گے، یہ تو وہ نعمت ہے جو پہلے ہمیں دی جا چکی ہے (یعنی نیک عملی کا وہ اجر ہے جس کے ملنے کی ہمیں دنیا میں خبر دی جا چکی ہے) اور (یہ اسلئے کہیں گے کہ) باہم دگر ملتی جلتی ہوئی چیزیں انکے سامنے آئیں گی (یعنی جیسا کچھ ان کا عمل تھا، ٹھیک ویسی ہی بہشتی زندگی کی نعمت بھی ہوگی) علاوہ بریں ان کیلئے نیک اور پارسا بیویاں ہونگی اور ان کی راحت ہمیشگی کی راحت ہوگی کہ اسے کبھی زوال نہیں۔

سنتِ الٰہی یہ ہے کہ وحی کا کلام انسانی بول چال کے مطابق ہوتا ہے اور بیانِ حقائق کیلئے تشابیہ ضروری ہیں

اللہ (کا کلام جو انسانوں کو اُن کی سمجھ کے مطابق مخاطب کرنا چاہتا ہے) اس بات سے نہیں جھجکتا کہ کسی (حقیقت کے سمجھانے کیلئے کسی حقیر سے حقیر چیز کی) مثال

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا
عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ
وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً
۲۵ فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ

جس سے زمین شاداب ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے پھل تمہاری غذا کے لئے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس (جب خالقیت اسی کی خالقیت ہے اور ربوبیت اسی کی ربوبیت تو) ایسا نہ کرو کہ اس کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو شریک اور ہم پایہ بناؤ اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے!

رسالت اور وحی

اور (دیکھو) اگر تمہیں اس (کلام) کی سچائی میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر (یعنی پیغمبر اسلام پر) نازل کیا ہے تو (اس کا فیصلہ بہت آسان ہے اگر یہ محض ایک انسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی انسان ہو زیادہ نہیں)

(فاسق کون ہیں؟ فاسق وہ ہیں) جو احکام الٰہی کی اطاعت کا عہد کرکے پھر اسے توڑ ڈالتے ہیں اور جن رشتوں کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کے کاٹنے میں بے باک ہیں اور اپنی بدعملیوں اور سرکشیوں سے) ملک میں فساد پھیلاتے ہیں، سو (جن لوگوں کی شقاوتوں کا یہ حال ہے، وہ ہمیشہ گمراہی کی چال ہی چلیں گے اور فی الحقیقت) یہی لوگ ہیں جن کیلئے سراسر نامرادی اور نقصان ہے!

آخرت کی زندگی اور پہلی پیدائش سے دوسری پیدائش پر استدلال

اے افرادِ نسلِ انسانی، تم کس طرح اللہ سے (اور اس کی عبادت سے) انکار کرسکتے ہو جبکہ حالت یہ ہے کہ تمہارا وجود نہ تھا اس نے زندگی بخشی، پھر وہی ہے جو زندگی کے بعد موت طاری کرتا ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا اور بالآخر تم سب کو اسی کے حضور لوٹنا ہے۔

زمین کی مخلوقات میں نوع انسانی کی برتری اور مخلوقاتِ ارضی کا اس لئے ہونا تاکہ انسان انہیں اپنے کام میں لائے

(اور دیکھو) یہ اسی (پروردگار) کی کارفرمائی ہے کہ اس نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں (تاکہ جس طرح چاہو ان سے کام لو) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، اور سات آسمان درست کردئے (جن سے طرح طرح کے فوائد تمہیں حاصل ہوتے ہیں) اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

انسان کا زمین میں خدا کا خلیفہ ہونا، نوعِ انسانی کی معنوی تکمیل آدم کا ظہور اور قوموں کی ہدایت و ضلالت کی ابتدا

اور (اے پیغمبر، اس حقیقت پر غور کر) جب ایسا ہوا تھا، کہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا: "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں" فرشتوں نے عرض کیا۔ "کیا ایسی ہستی کو خلیفہ بنایا جارہا ہے جو زمین میں خرابی پھیلائے گی۔ اور خونریزی کرے گی؟ حالانکہ ہم تیری

مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ
اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ
وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ
مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ كَيْفَ
تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ
مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىھُنَّ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ

سے کام لے، مثلاً مچھر کی یا اس سے بھی زیادہ کسی حقیر چیز کی۔ پس جو لوگ ایمان رکھتے
ہیں وہ (مثالیں سن کران کی دانائی میں غور کرتے ہیں اور) جان لیتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہے
ان کے پروردگار کی طرف سے ہے لیکن جن لوگوں نے انکارِ حق کی راہ اختیار کی ہے تو وہ
(جہل اور کج فہمی سے حقیقت نہیں پاسکتے وہ) کہتے ہیں بھلا ایسی مثال بیان کرنے
سے اللہ کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟ بس کتنے ہی انسان ہیں جن کے حصے میں اس
سے گمراہی آئیگی اور کتنے ہی ہیں جن پر اس (کی سمجھ بوجھ سے) راہ (سعادت)
کھل جائے گی۔ اور (خدا کا قانون یہ ہے کہ) وہ گمراہ نہیں کرتا مگر انہی لوگوں کو جو
(ہدایت کی تمام حدیں توڑ کر) فاسق ہو گئے ہیں۔

اللہ نے فرشتوں کے سامنے وہ (تمام حقائق) پیش کر دیئے اور فرمایا، اگر تم (اپنے شبہ میں) درستی پر ہو تو بتاؤ، ان (حقائق) کے نام کیا ہیں؟" فرشتوں نے عرض کیا "خدایا ساری پاکیاں اور بڑائیاں تیرے ہی لئے ہیں ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا ہے۔ (علم) تیرا علم ہے اور حکمت تیری حکمت!" (جب فرشتوں نے اس طرح اپنے عجز کا اعتراف کر لیا، تو) حکم الٰہی ہوا "اے آدم، تم (اب) فرشتوں کو ان (حقائق) کے نام بتا دو" جب آدم نے بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا "کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمان اور زمین کے تمام غیب مجھ پر روشن ہیں؟ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو کچھ تم چھپاتے تھے، وہ بھی مجھ سے مخفی نہیں۔"

فرشتوں کا آدم کے سامنے سربسجود ہو جانا مگر ابلیس کا انکار کرنا۔ آدم کی بہشتی زندگی اور شجرِ ممنوع

اور پھر (دیکھو) جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا۔ آدم کے آگے سربسجود ہو جاؤ۔ وہ جھک گئے مگر ابلیس کی گردن نہیں جھکی، اس نے نہ مانا، اور گھمنڈ کیا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ منکروں میں سے تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ ہم نے آدم سے کہا "اے آدم، تو اور تیری بیوی، دونوں جنّت میں رہو، جس طرح چاہو کھاؤ پیو، امن چین کی زندگی بسر کرو، مگر دیکھو، وہ جو ایک درخت ہے، تم کبھی اس کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ اگر تم اس کے قریب گئے تو (نتیجہ یہ نکلے گا کہ) حد سے تجاوز کر بیٹھو گے اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جو زیادتی کرنے والے ہیں"

آدم کی لغزش، اعتراف قصور، قبولیتِ توبہ، اور ایک نئی زندگی کا آغاز

پھر ایسا ہوا کہ (شیطان کی وسوسہ اندازی نے ان دونوں کے قدم ڈگمگا دیئے اور یہ اسی کا نتیجہ تھا، کہ

فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۤ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ ۳۵ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا

حمد و ثنا کرتے ہوئے تیری پاکی و قدوسی کا اقرار کرتے ہیں (کہ تیری مشیت برائی سے پاک اور تیرا کام نقصان سے منزہ ہے) اللہ نے کہا "میری نظر جس حقیقت پر ہے تمہیں اس کی خبر نہیں!"

(پھر جب ایسا ہوا کہ مشیت الٰہی نے جو کچھ چاہا تھا، ظہور میں آگیا) اور آدم نے (یہاں تک معنوی ترقی کی کہ) تعلیم الٰہی سے تمام چیزوں کے نام معلوم کر لیے تو

وحی الٰہی کی ہدایت اور انسان کی سعادت و شقاوت کا قانون

(آدم کی توبہ قبول ہو گئی اور) ہمارا حکم ہوا "اب تم سب یہاں سے نکل چلو، (اور جس نئی زندگی کا دروازہ تم پر کھولا جا رہا ہے، اسے اختیار کرو) لیکن (یاد رکھو) جب کبھی ایسا ہوگا کہ ہماری جانب سے تم پر راہ (حق) کھولی جائے گی، تو (تمہارے لئے دو ہی راہیں ہوں گی) جو کوئی ہدایت کی پیروی کریگا، اس کیلئے کسی طرح کی غمگینی نہیں جو کوئی انکار کریگا اور ہماری نشانیاں جھٹلائیگا، وہ دوزخی گروہ میں سے ہوگا۔ ہمیشہ عذاب میں رہنے والا۔"

وحی الٰہی کی ہدایت کا جاری ہونا اور اس سلسلہ میں بنی اسرائیل سے خطاب کہ کتاب اللہ کے سب سے بڑے حامل وہی سمجھے جاتے تھے

اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو، وہ نعمت جس سے میں نے تمہیں سرفراز کیا تھا اور دیکھو، اپنا عہد پورا کرو (جو ہدایت قبول کرنے اور اس پر کاربند ہونے کا عہد ہے) میں بھی اپنا عہد پورا کروں گا (جو ہدایت پر کاربند ہونے والوں کیلئے کامرانی و سعادت کا عہد ہے) اور دیکھو میرے سوا کوئی نہیں، پس دوسروں سے نہیں، صرف مجھی سے ڈرو!

اور اس کلام پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کیا ہے اور جو اس کلام کی تصدیق کرتا ہوا نمایاں ہوا ہے جو تمہارے پاس (پہلے سے) موجود ہے اور ایسا نہ کرو کہ اس کے انکار میں (شقاوت کا) پہلا قدم جو اٹھے، وہ تمہارا ہو، اور (دیکھو) میرے سوا کوئی نہیں، پس میری نافرمانی سے بچو۔

اور ایسا نہ کرو کہ حق کو باطل کے ساتھ ملا کر مشتبہ بنادو، اور حق کو چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو، حقیقت حال کیا ہے؟

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ
مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ
عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا
جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۴﴾
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ
أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ○ وَ
آمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ
بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ○ وَلَا
تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

جیسی کچھ راحت و سکون کی، زندگی بسر کر رہے تھے، اس سے نکلنا پڑا۔ خدا کا حکم ہوا کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ہر وجود دوسرے کا دشمن ہے اب تمہیں (جنت کی جگہ، زمین میں رہنا ہے اور ایک خاص وقت تک کیلئے (جو علم الٰہی میں مقرر ہو چکا ہے) اس سے فائدہ اٹھانا ہے"

پھر ایسا ہوا کہ آدم نے اپنے پروردگار کی تعلیم سے چند کلمات معلوم کر لئے (جن کیلئے اس کے حضور قبولیت تھی) پس اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی، اور بلاشبہ وہی ہے جو رحمت سے درگزر کرنے والا ہے اور اس کی درگزر کی کوئی انتہا نہیں۔

سے (اپنی اصلاح میں) مدد لو لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی راحت طلب طبیعت پر) بہت ہی کٹھن گزرتا ہے! البتہ جن لوگوں کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو سمجھتے ہیں انہیں اپنے پروردگار سے ملنا اور (بالآخر) اس کے حضور لوٹنا ہے تو ان پر یہ عمل کٹھن نہیں ہو سکتا!۔

بنی اسرائیل کے ایام و وقائع کا تذکرہ اور قوموں کی ہدایت و ضلالت کے حقائق ۔

اے بنی اسرائیل! میری نعمتیں یاد کرو جن سے میں نے تمہیں سرفراز کیا تھا اور (خصوصاً) یہ (نعمت) کہ دنیا کی قوموں پر تمہیں فضیلت دی تھی اس دن کی پکڑ سے ڈرو جبکہ (انسان کی کوئی کوشش بھی اسے برے کاموں کے نتیجوں سے نہیں بچا سکے گی اس دن) نہ تو کوئی انسان دوسرے انسان کے کام آئیگا، نہ کسی کی سفارش سنی جائیگی نہ کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائیگا اور نہ کہیں سے کسی طرح کی مدد ملے گی ۔

مصر کے فرعونوں کی غلامی سے نجات اور کتاب و فرقان کا عطیہ ۔ لیکن بنی اسرائیل کا مصری بت پرستی کیطرف مائل ہو جانا اور گوسالہ پرستی شروع کر دینی

اور (اپنی تاریخ حیات کا) وہ وقت یاد کرو، جب ہم نے تمہیں خاندان فرعون (کی غلامی) سے جنہوں نے تمہیں نہایت سخت عذاب میں ڈال رکھا تھا، نجات دی تھی ۔ وہ تمہارے لڑکوں کو بے دریغ ذبح کر ڈالتے (تاکہ تمہاری نسل نابود ہو جائے) اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے (تاکہ حکمران قوم کی لونڈیاں بن کر زندگی بسر کریں) اور (فی الحقیقت اس صورت حال میں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے بڑی ہی آزمائش تھی!

اور پھر وہ وقت یاد کرو، جب (تم مصر سے نکلے تھے ۔ اور فرعون تمہارا

وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝
أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ
الْكِتٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۚ وَ
إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ۙ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوا
رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ۝ ع يٰبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ اذْكُرُوا ع ٥
نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝
وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا
شَفٰعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ وَإِذْ
نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ
يُذَبِّحُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ
٤٩ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنٰكُمْ

نماز قائم کرو (جس کی حقیقت تم نے کھو دی ہے) زکوٰۃ ادا کرو (جس کا تم میں اخلاص باقی نہیں رہا) اور جب اللہ کے حضور جھکنے والے جھکیں، تو ان کے ساتھ تم بھی سرِ نیاز جھکا دو!

تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود اپنی خبر نہیں لیتے کہ تمہارے کاموں کا کیا حال ہے حالانکہ خدا کی کتاب تمہارے پاس ہے اور ہمیشہ تلاوت کرتے رہتے ہو؟ (افسوس تمہاری عقلوں پر!) کیا اتنی سی موٹی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی! اور (دیکھو، صبر اور نماز کی قوتوں)

(کہ "صبر" اور "نماز" دو بڑی روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس اور انقلاب حال میں مدد لی جا سکتی ہے،)

(اور) موسیٰ کو الکتاب (یعنی تورات) اور الفرقان (یعنی حق و باطل میں امتیاز کرنے والی قوت) عطا فرمائی تھی تاکہ تم پر (سعادت و فلاح کی) راہ کھل جائے۔

اور (پھر وہ وقت) جب موسیٰ (کتاب الٰہی کا عطیہ لیکر) پہاڑ سے اُترا تھا اور تمہیں ایک بچھڑے کی پوجا میں سرگرم دیکھکر پکار اُٹھا تھا: اے میری قوم! (افسوس تمہاری حق فروشی پر!) تم نے بچھڑے کی پوجا کر کے خود اپنے ہاتھوں اپنے کو تباہ کر دیا ہے پس چاہیئے کہ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو، اور گوسالہ پرستی کے بدلے اپنی جانوں کو قتل کرو۔ اسی میں خدا کے نزدیک تمہارے لئے بہتری ہے (چنانچہ تمہاری توبہ قبول کر لی گئی) اور اللہ بڑا ہی رحمت والا اور رحمت سے درگذر کرنیوالا ہے۔

بنی اسرائیل کی یہ گمراہی کہ ان کے دلوں میں وحی الٰہی پر کامل یقین نہ تھا

اور (پھر وہ واقعہ یاد کرو) جب تم نے کہا تھا: اے موسیٰ! ہم کبھی تم پر یقین کرنیوالے نہیں جب تک کہ کھلے طور پر اللہ کو (تم سے بات کرتا ہوا) نہ دیکھ لیں پھر (تمہیں یاد ہے کہ اس گمراہانہ جسارت کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟ یہ نکلا تھا کہ) بجلی کے کڑاکے نے (اچانک) آگھیرا، اور تم نظر اٹھائے تک رہے تھے!

پھر ہم نے تمہیں اس ہلاکت کے بعد (دوبارہ) اٹھا کھڑا کیا، تاکہ اپنے آپ کو نعمت الٰہی کا قدر شناس ثابت کرو۔

صحرا سینا کی بے آب و گیاہ سرزمین میں زندگی کی تمام ضروریات کا مہیا ہو جانا لیکن بنی اسرائیل کا کفران نعمت کرنا

اور (پھر جب ایسا ہوا تھا کہ صحراء سینا کی بے آب و گیاہ سرزمین میں دھوپ کی شدت اور غذا کے نہ ملنے سے تم ہلاک ہو جانیوالے تھے، تو ہم نے تمہارے سروں پر ابر کا سایہ پھیلا دیا،

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ وٰعَدْنَا
مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ
وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ
اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ
حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○
ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَظَلَّلْنَا ٥٦

تعاقب کر رہا تھا) ہم نے سمندر کا پانی اس طرح الگ الگ کر دیا کہ تم بچ نکلے مگر فرعون کا گروہ غرق ہو گیا اور تم (کنارے پر کھڑے) دیکھ رہے تھے!

اور (پھر وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں والا وعدہ کیا تھا۔ پھر جب ایسا ہوا کہ وہ چالیس دن کے لئے تمہیں چھوڑ کر پہاڑ پر چلا گیا تو اس کے جاتے ہی تم نے ایک بچھڑے کی پرستش اختیار کر لی اور تم راہِ حق سے ہٹ گئے تھے (یہ تمہاری بڑی ہی گمراہی تھی) لیکن ہم نے (اپنی رحمت سے) درگزر کی تاکہ اللہ کی بخششوں کی قدر کرو

اور (پھر وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ہم نے (چالیس راتوں والا وعدہ پورا کیا تھا

رفتح مندانہ) داخل ہو جاؤ۔ اور پھر کھاؤ پیو، آرام چین کی زندگی بسر کرو لیکن جب شہر کے دروازے میں قدم رکھو تو تمہارے سر اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہوں اور تمہاری زبانوں پر توبہ و استغفار کا کلمہ جاری ہو کہ حِطَّةٌ ! حِطَّةٌ ! (خدایا ہمیں گناہوں کی آلودگی سے پاک کر دے!) اگر تم نے ایسا کیا تو، اللہ تمہاری خطائیں معاف کر دیگا اور (اس کا قانون یہی ہے کہ) نیک کردار انسانوں کے اعمال میں برکت دیتا ہے اور ان کے اجر میں فراوانی ہوتی رہتی ہے

لیکن پھر ایسا ہوا کہ تم میں سے ان لوگوں نے جن کی راہ ظلم و شرارت کی راہ تھی خدا کی بتائی ہوئی بات ایک دوسری بات سے بدل ڈالی (اور عجز و عبودیت کی جگہ غفلت و غرور میں مبتلا ہو گئے) نتیجہ یہ نکلا کہ ظلم و شرارت کرنے والوں پر ہم نے آسمان سے عذاب نازل کیا اور یہ ان کی نافرمانیوں کی سزا تھی۔

> صحرائے سینا میں پانی کے چشموں کا نمایاں ہو جانا لیکن بنی اسرائیل کا پانی کیلئے آپس میں جھگڑنا۔ اور فتنہ و فساد پھیلانا

اور پھر وہ واقعہ بھی یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تھا اور ہم نے حکم دیا تھا، اپنی لاٹھی سے پہاڑ کی چٹان پر ضرب لگاؤ (تم دیکھو گے کہ پانی تمہارے لئے موجود ہے) موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی (چنانچہ بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے اپنے اپنے پانی لینے کی جگہ معلوم کر لی) اس وقت تم سے کہا گیا تھا) کھاؤ پیو، خدا کی بخشائش سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس سرزمین میں جھگڑا، فساد نہ کرتے پھرو۔

> محکومی و غلامی سے قوم کا اخلاق پست ہو جاتا ہے اور بلند مقاصد کے لیے جوش و عزم باقی نہیں رہتا بنی اسرائیل فرعنہ مصر کی غلامی سے

اور پھر دیکھو، تمہاری تاریخ حیات کا وہ واقعہ بھی کس درجہ عبرت انگیز ہے، جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا ہم سے یہ نہیں

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ع وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ ۶۰

اور منؔ[۱] اور سلویٰ کی غذا فراہم کر دی (تم سے کہا گیا) خدا نے تمہاری غذا کیلئے جو اچھی چیزیں مہیا کر دی ہیں انہیں بفراغت کھاؤ اور کسی طرح کی تنگی محسوس نہ کرو (لیکن اس پر بھی تم اپنی بدعملیوں سے باز نہ آئے غور کرو) تم نے (اپنی ناشکریوں سے) ہمارا کیا بگاڑا؟ خود اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

بنی اسرائیل کی یہ گمراہی کہ جب انہیں فتح و کامرانی عطا کی گئی تو عبودیت و نیاز کی جگہ غفلت و غرور میں مبتلا ہو گئے

اور پھر (کیا اس وقت کی یاد بھی تمہارے اندر عبرت پیدا نہیں کرسکتی) جب (ایک شہر کی آبادی تمہارے سامنے تھی اور) ہم نے حکم دیا تھا کہ اس آبادی میں

۱؎ "من" درخت کا شیرہ ہے جو گوند کی طرح جم جاتا ہے اور خوش ذائقہ و مقوی ہوتا ہے "سلویٰ" ایک پرندہ ہے یہ دونوں چیزیں کوہ طور کے اطراف و جوانب میں بکثرت ہوتی ہیں "من" کا حلوہ میں نے خود کھایا ہے جو فلسطین کے یہودی بنایا کرتے ہیں۔

سے ؟ اچھا، اگر تمہاری غفلت و بدبختی کا یہی حال ہے تو، یہاں سے نکلو، شہر کی راہ لو، وہاں یہ تمام چیزیں مل جائیں گی جن کے لئے ترس رہے ہو، بہرحال بنی اسرائیل پر خواری و نامرادی کی مار پڑی اور خدا کے غضب کے سزاوار ہوئے اور یہ اس لئے ہوا کہ خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور اس کے نبیوں کے ناحق قتل میں بے باک تھے اور (گمراہی و شقاوت کی یہ روح ان میں) اس لئے (پیدا ہوگئی) کہ (اطاعت کی جگہ) سرکشی سما گئی تھی اور تمام حدیں توڑ کر بے لگام ہو گئے تھے۔

جو لوگ (پیغمبر اسلام پر) ایمان لا چکے ہیں، وہ ہوں، یا وہ لوگ ہوں جو یہودی ہیں، یا نصاریٰ اور صابی ہوں (کوئی ہو اور کسی گروہ بندی میں سے ہو) لیکن جو کوئی بھی خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس کے اعمال بھی اچھے ہوئے تو وہ اپنے ایمان و عمل کا اجر اپنے پروردگار سے ضرور پائے گا۔ اس کے لئے نہ تو کسی طرح کا کھٹکا ہوگا، نہ کسی طرح کی غمگینی!

اس اصل عظیم کا اعلان کہ سعادت و نجات ایمان و عمل سے وابستہ ہے۔ نسل و خاندان یا مذہبی گروہ بندی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہودی جب ایمان و عمل سے محروم ہو گئے تو نہ تو ان کی نسل ان کے کام آئی نہ یہودیت کی گروہ بندی سود مند ہوئی خدا کے قانون نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ کون ہیں اور کس گروہ بندی سے تعلق رکھتے ہیں؟ بلکہ صرف یہ دیکھا کہ عمل کا کیا حال ہے؟ اور پھر جب آزمائش عمل میں پورے نہ اترے تو مغضوب و نامراد ہو گئے

اور پھر (اپنی تاریخ حیات کا وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے تمہارا عہد لیا تھا اور یہ وہ وقت تھا کہ تم نیچے کھڑے تھے اور کوہ طور کی چوٹیاں تم پر بلند

بنی اسرائیل کی یہ گمراہی کہ شریعت نے احکام پر سچائی کے ساتھ عمل نہیں کرتے تھے اور ان سے بچنے کیلئے طرح طرح کے شرعی حیلے گڑھ لئے تھے یعنی محض نمائشی طور پر تو ان کی تعمیل کر لیتے لیکن جو کچھ حقیقی مقصد تھا وہ پورا نہ کرتے،

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا
وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي
هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ
بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا ع
وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ
لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ ۶۲

ہو سکتا کہ ایک ہی طرح کے کھانے پر قناعت کریں، پس اپنے پروردگار سے دعا کرو۔

ہمارے لیے وہ تمام چیزیں پیدا کردی جائیں جو زمین کی پیداوار ہیں سبزی ترکاری، گیہوں، دال، پیاز، لہسن وغیرہ جو مصر میں ہم کھایا کرتے تھے (موسیٰ نے یہ سن کر کہا افسوس تمہاری غفلت اور بے حسی پر) کیا تم چاہتے ہو، ایک ادنیٰ سی بات کیلئے (یعنی غذا کی لذت کے لیے) اس (مقصد عظیم) سے دست بردار ہو جاؤ جس میں (بڑی ہی) خیر و برکت ہے؟ (یعنی قومی آزادی و سعادت

آزاد ہو گئے تھے اور قومی عظمت کا مستقبل ان کے سامنے تھا لیکن وہ ان حقیر راحتوں کے لیے ترستے تھے جو مصر کی غلامانہ زندگی میں میسر تھیں اور وہ چھوٹی چھوٹی تکلیفیں شاق گذرتی تھیں جو آزادی وعظمت کی راہ میں پیش آتی تھیں۔

کام لیا تھا ، ہم نے کہا ، ذلیل و خوار بندروں کی طرح ہو جاؤ (انسانوں کے پاس سے ہمیشہ دھتکارے نکالے جاؤ گے) چنانچہ ایسا ہی ہوا ، اور ہم نے اس معاملہ کو اُن سب کے لیے جن کے سامنے ہوا ، اور ہم نے اس معاملہ کو ان سب کے لیے جن کے سامنے ہوا اور ان کیلئے بھی جو بعد کو پیدا ہوئے ، تازیانۂ عبرت بنا دیا اور ان لوگوں کے لئے جو متقی ہیں اس میں نصیحت و دانائی رکھدی ۔

کثرت سوال اور تعمق فی الدین کی گمراہی یعنی احکام حق کی سیدھی سادی اطاعت کرنے کی جگہ ردوکد کرنا ، طرح طرح کے سوالات گھڑنا ، بلا ضرورت باریک بینیاں کرنی اور دقیقہ سنجیاں کرنی اور شریعت کی سادگی اور آسانی کو سختی اور پیچیدگی سے بدل دینا ۔ حکم ذبح کیلئے گنتی باب ۱۹ استثنا ۲۱ دیکھو ۔

اور پھر (وہ معاملہ یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے یہ بات کہی تھی کہ خدا کا حکم ہے ایک گائے ذبح کرو (بجائے اس کے کہ راست بازی کے ساتھ اس پر عمل کرتے ، لگے طرح طرح کی کٹ حجتیاں کرنے) کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ تمسخر کر رہے ہو ۔ موسیٰ نے کہا ۔ نعوذ باللہ اگر میں (احکام الٰہی کی تبلیغ میں تمسخر کروں اور) جاہلوں کا سا شیوہ اختیار کروں ۔ یہ سن کر وہ بولے (اگر ایسا ہی ہے تو) اپنے پروردگار سے درخواست کرو ، وہ کھول کر بیان کر دے ، کس طرح کا جانور ذبح کرنا چاہیئے ؟ (یعنی ہمیں تفصیلات معلوم ہونی چاہیئیں) موسیٰ نے کہا ۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ ایسی گائے ہو جو نہ تو بالکل بوڑھی ہو ، نہ بالکل بچھیا ۔ درمیانی عمر کی ہو ۔ اور اب (کہ تمہیں تفصیل کے ساتھ حکم مل گیا ہے ، چاہیئے کہ اس کی تعمیل کرو (لیکن انہوں نے پہلے سوال کا جواب پا کر ایک دوسرا سوال کھڑا کر دیا) کہنے لگے ، اپنے پروردگار سے درخواست کرو ۔ وہ یہ بھی بتا دے کہ جانور کا رنگ کیسا ہونا چاہیئے ؟ موسیٰ نے کہا حکم الٰہی یہ ہے کہ اس کا رنگ پیلا ہو ۔ خوب گہرا پیلا ۔ ایسا کہ دیکھنے والوں کا جی دیکھکر خوش

الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ
فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ وَاِذْ قَالَ
مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْٓا
اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا
بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا
تُؤْمَرُوْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ
٦٩ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ○

کر دی تھیں: "دیکھو جو کتاب تمہیں دی گئی ہے اس پر مضبوطی کیساتھ جم جاؤ اور جو کچھ اس
میں بیان کیا گیا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھو (اور یہ اس لئے ہے) تاکہ تم نافرمانی سے
بچو۔ لیکن پھر تم اپنے عہد سے پھر گئے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارا ساتھ نہ
دیتی تو تمہاری گمراہی کی چال تو ایسی تھی کہ فوراً ہی تباہی کے حوالے ہو جاتے۔

اور یقیناً تم ان لوگوں کے حال سے بے خبر نہیں ہو جو تم ہی میں سے تھے اور جنہوں
نے "سبت" (یعنی تعطیل اور عبادت کے مقدس دن) کے معاملہ میں راستبازی
کی حدیں توڑ ڈالی تھیں (یعنی حکم شریعت سے بچنے کے لئے حیلوں اور مکاریوں سے

> بنی اسرائیل کا قتل نفس میں بے باک ہو جانا جو شریعت الٰہی کے رو سے انسان کا بڑے سے بڑا جرم ہے

اور پھر (غور کرو) وہ واقعہ (جب تم نے (یعنی تمہاری قوم نے) ایک جان ہلاک کر دی تھی اور اس کی نسبت آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے اور جو بات تم چھپانی چاہتے تھے خدا اسے آشکارا کر دینے والا تھا۔

چنانچہ ایسا ہوا کہ ہم نے حکم دیا اُس (شخص) پر (جو فی الحقیقت قاتل تھا) مقتول کے بعض (اجزائے جسم) سے ضرب لگاؤ (جب ایسا کیا گیا تو حقیقت کھل گئی اور قاتل کی شخصیت معلوم ہو گئی) اللہ اسی طرح مردوں کو زندگی بخشتا اور تمہیں اپنی (قدرت و حکمت کی) نشانیاں دکھلاتا ہے تاکہ سمجھ بوجھ سے کام لو۔

> بنی اسرائیل کی قلبی و اخلاقی حالت کا انتہائی تنزل حتیٰ کہ اس حالت کا پیدا ہو جانا جب عبرت پذیری اور تنبہ کی استعداد ایک قلم معدوم ہو جاتی ہے اور فکرِ انسانی اپنی تباہ شدہ حالت پر قانع و مطمئن ہو جاتا ہے

اور پھر تمہارے دل سخت پڑ گئے ایسے سخت، گویا پتھر کی چٹانیں ہیں! (نہیں) کہ پتھر سے بھی زیادہ سخت کیونکہ پتھروں میں تو بعض پتھر ایسے بھی ہیں جن میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور انہی پتھروں میں ایسی چٹانیں بھی ہیں جو شق ہو کر دو ٹکڑے ہو جاتی ہیں اور ان میں سے پانی اپنی راہ نکال لیتا ہے اور پھر انہی میں وہ چٹانیں بھی ہوئیں جو خوف الٰہی سے (لرز کر) گر پڑتی ہیں (لیکن افسوس ان دلوں پر، جن کے آگے پتھر کی سختی اور چٹانوں کا جماؤ بھی ماند پڑ جائے!) اور یاد رکھو، خدا (کا قانون) تمہارے کرتوتوں کی طرف سے غافل نہیں ہے!

> بنی اسرائیل [illegible] کے ذکر کے بعد ان سے موجودہ

(مسلمانو!) کیا تم توقع رکھتے ہو کہ یہ لوگ (کلام حق پر غور کریں گے اور اس کی سچائی پر کھ کر) تمہاری بات

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَ
إِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ○ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا
قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ○ وَإِذْ
قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ○ فَقُلْنَا
اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ○ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ
أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَ
إِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ
مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ أَفَتَطْمَعُونَ

ع ۸

ہو جائے۔ جب رنگ کی خصوصیت بھی معین ہو چکی تو انہوں نے ایک اور الجھاؤ پیدا کر دیا،
کہنے لگے ان ساری باتوں کے بعد بھی ہمارے لئے جانور کی پہچان مشکل ہے، اپنے
پروردگار سے کھول کر اور زیادہ کھول کے بتادے کہ جانور کیسا ہونا چاہیئے؟ انشاء اللہ
ہم ضرور پتہ لگالیں گے۔ اس پر موسیٰ نے کہا۔ اللہ فرماتا ہے ایسی گائے ہو جو نہ تو کبھی ہل
میں جوتی گئی ہو، نہ کبھی آبپاشی کیلئے کام میں لائی گئی ہو۔ پوری طرح صحیح سالم، داغ
دھبے سے پاک وصاف۔ جب معاملہ اس حد تک پہنچ گیا تو پھر عاجز ہو کر بولے۔ ہاں،
اب تم نے ٹھیک ٹھیک بات بتادی۔ چنانچہ جانور ذبح کیا گیا۔ اگرچہ ایسا کرنے پر وہ
(دل سے) آمادہ نہ تھے۔

پروردگار کے حضور اس سے دلیل پکڑیں (یعنی تورات سے تمہارے خلاف دلیل لائیں)!
کیا (اتنی موٹی سی بات بھی) تم نہیں سمجھتے؟" (افسوس ان کے دعوائے ایمان و حق پرستی پر!) کیا یہ نہیں جانتے کہ (معاملہ انسان سے نہیں بلکہ اللہ سے ہے اور) اللہ کے علم سے کوئی بات چھپی نہیں؟ وہ جو کچھ چھپا رکھتے ہیں اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، وہ بھی اس کے سامنے ہے!

> ان کے علماء حق فروش ہیں اور عوام کا سرمایہ دین خوش اعتقادی کی آرزوؤں اور جہالت کے ولولوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔
>
> یہودیوں کے علماء کی یہ گمراہی کہ کتاب اللہ کے احکام پر اپنی رایوں اور خواہشوں کو ترجیح دیتے اور پھر اپنے گھڑے ہوئے حکموں اور مسئلوں کو کتاب اللہ کی طرح واجب العمل بتاتے۔

اور پھر انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو ان پڑھ ہیں اور جہاں تک کتاب الٰہی کا تعلق ہے (خوش اعتقادی کی) آرزوؤں اور ولولوں کے سوا اور کچھ نہیں جانتے اور محض وہموں گمانوں میں مگن ہیں، پس افسوس اُن پر، جن کا شیوہ یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں (یعنی اپنی رایوں اور خواہشوں کے مطابق احکام شرع کی کتابیں بناتے ہیں) پھر لوگوں سے کہتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے ہے (یعنی اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ کتاب الٰہی کے احکام ہیں) اور یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں تاکہ اس کے بدلے میں ایک حقیر سی قیمت (دنیوی فائدہ کی) حاصل کرلیں۔ پس افسوس اس پر جو کچھ ان کے ہاتھ لکھتے ہیں اور افسوس اس پر، جو کچھ وہ اس ذریعہ سے کماتے ہیں!

> یہودیوں کی یہ گمراہی کہ سمجھتے تھے ان کی امت نجات یافتہ امت ہے

یہ لوگ (یعنی یہودی) کہتے ہیں، جہنم کی آگ ہمیں کبھی چھونے والی نہیں (کیونکہ ہماری امت خدا کے نزدیک

أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ
ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا
الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا
أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ
وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ
وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ
ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ
فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝ ۷۹
وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ

النصف

مان لیں گے حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا تھا جو اللہ کا کلام سنتا تھا اور اس کا مطلب
سمجھتا تھا لیکن پھر بھی جان بوجھ کر اس میں تحریف کر دیتا تھا (یعنی اس کا مطلب بدل دیتا تھا)
اور دیکھو ان کا حال تو یہ ہے کہ جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن جب اکیلے میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں تو کہتے ہیں "جو کچھ تمہیں خدا نے (تورات کا) علم دیا ہے وہ ان لوگوں پر کیوں ظاہر کرتے ہو؟ کیا اس لئے کہ وہ تمہارے خلاف تمہارے

اعمال و اقوال پر تبصرہ: ان کی اعتقادی اور عملی گمراہیوں کی تشریح اور دین الٰہی سے بُعد و براءت،
سب سے پہلی اور بنیادی گمراہی یہ ہے کہ نہ تو کتاب اللہ کا سچا علم باقی رہا ہے نہ سچا عمل

سکتا اور یا پھر تم خدا کے نام پر ایک ایسی بات کہہ رہے ہو جس کے لیئے تمہارے پاس کوئی علم نہیں۔

نہیں (آخرت کی نجات کسی ایک گروہ ہی کی میراث نہیں ہے کہ ہر حال میں اسی کے لیئے ہو، خدا کا قانون تو یہ ہے کہ کوئی انسان ہو اور کسی گروہ کا ہو لیکن) جس کسی نے بھی اپنے کاموں سے برائی کمائی اور اس کے گناہوں نے اسے گھیرے میں لے لیا، تو وہ دوزخی گروہ میں سے ہے، ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا اور جو کوئی بھی ایمان لایا اور اس کے کام بھی اچھے ہوئے تو وہ بہشتی گروہ میں سے ہے ہمیشہ بہشت میں رہنے والا۔

اور پھر (وہ وقت) یاد کرو، جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا (وہ عہد کیا تھا؟ کیا اسرائیلیت کے گھمنڈ اور یہودی گروہ بندی کی نجات یافتگی کا عہد تھا؟ نہیں ایمان و عمل کا عہد تھا) اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا عزیزوں قریبوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا، یتیموں مسکینوں کی خبر گیری کرنا، تمام انسانوں سے اچھا برتاؤ کرنا، نماز قائم کرنی، زکوٰۃ ادا کرنی (ایمان و عمل کی یہی بنیادی سچائیاں ہیں جن کا تم سے عہد لیا گیا تھا) لیکن تم اس عہد پر قائم نہیں رہے اور ایک تھوڑی تعداد کے سوا سب الٹی چال چلے اور حقیقت یہ ہے کہ (ہدایت کی طرف سے) تمہارے رخ ہی پھرے ہوئے ہیں۔

پیروان مذہب کی گمراہی کی وہ حالت جبکہ اتباع دین کی روح | اور پھر (وہ معاملہ یاد کرو) جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا: آپس میں ایک دوسرے کا خون نہیں بہاؤ گے اور نہ اپنے آپ کو (یعنی اپنی جماعت کے افراد کو) جلاوطن کرو گے

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ
فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝
وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ
وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ٨٣ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ

نجات پائی ہوئی امت ہے، اگر ہم آگ میں ڈالے بھی جائیں گے تو اس لئے نہیں
کہ ہمیشہ عذاب میں رہیں بلکہ صرف چند گنے ہوئے دنوں کے لئے، تاکہ گناہ کے میل
کچیل سے پاک وصاف ہو کر پھر
جنت میں جا داخل ہوں۔ اے
پیغمبر! ان لوگوں سے کہدو، یہ
بات جو تم کہتے ہو تو، دو حالتوں
سے خالی نہیں یا تو تم نے
خدا سے (غیر مشروط) نجات
کا کوئی پٹہ لکھوا لیا ہے کہ اب
وہ اس کے خلاف جا نہیں

اسلئے ممکن نہیں کہ کوئی یہودی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے
قرآن ان کے اس زعم باطل کا رد کرتا ہے اور کہتا ہے جنت و
دوزخ کی تقسیم قوموں کی تقسیم کی بنا پر نہیں ہے کہ کسی خاص قوم کیلئے
جنت ہو، اور باقی کیلئے دوزخ بلکہ اس کا تمامتر دارومدار ایمان و
عمل پر ہے جس انسان نے بھی اپنے اعمال کے ذریعہ برائی کمائی
اس کیلئے برائی یعنی عذاب ہے اور جس کسی نے بھی اپنے اعمال کے
ذریعہ اچھائی کمائی اس کیلئے اچھائی یعنی نجات ہے خواہ وہ کوئی ہو اور
کسی گروہ بندی کا ہو!

کسی کو بھی یہ بات یاد نہیں آتی کہ اس بارے میں خدا کی شریعت کے احکام کیا ہیں؟)

لیکن جب ایسا ہوتا ہے۔ کہ تمہارے جلاوطن کئے ہوئے آدمی دشمنوں کے ہاتھ پڑ جاتے ہیں اور قیدی ہو کر تمہارے سامنے آتے ہیں تو تم فدیہ دیکر چھڑا لیتے ہو اور کہتے ہو، شریعت کی رو سے ایسا کرنا ضروری ہے، حالانکہ (اگر شریعت کے حکموں کا تمہیں اتنا ہی پاس ہے تو شریعت کی رو سے تو یہی بات حرام تھی کہ انہیں ان کے گھروں اور بستیوں سے جلاوطن کردو (پھر یہ گمراہی کیسی انتہا ہے کہ قیدیوں کے چھڑانے اور ان کے فدیہ کے لئے مال جمع کرنے میں تو شریعت یاد آجاتی ہے لیکن اس ظلم و معصیت کے وقت یاد نہیں آتی جس کی وجہ سے وہ دشمنوں کے ہاتھ پڑے اور قیدی ہوتے؟) کیا یہ اس لئے ہے کہ کتاب الہٰی کا کچھ حصہ تو تم مانتے ہو اور کچھ حصہ سے منکر ہو؟ پھر بتلاؤ تم میں سے جن لوگوں کے کاموں کا یہ حال ہے انہیں پاداشِ عمل میں اس کے سوا کیا مل سکتا ہے کہ دنیا میں ذلت و رسوائی ہو، اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب!

یاد رکھو، اللہ (کا قانونِ جزاء) تمہارے کاموں کی طرف سے غافل نہیں ہے!

یقیناً یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت (کی زندگی) تاراج کر کے دنیا کی زندگی مول لی ہے (پس ایسے لوگوں کے لئے علاج کی کوئی امید نہیں، نہ تو ان کے عذاب میں کمی ہوگی نہ کہیں سے مدد پا سکیں گے۔

یہ حالت اس بات کا نتیجہ ہے کہ راست بازی اور حق پرستی کی جگہ | اور (پھر دیکھو) ہم نے (تمہاری رہنمائی کے لئے پہلے) موسیٰ کو کتاب دی۔ پھر موسیٰ کے بعد ہدایت کا سلسلہ پے درپے رسولوں کو بھیج کر جاری رکھا، بالآخر مریم کے بیٹے عیسیٰ کو سچائی کی روشن نشانیاں دیں

دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ
تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج
فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ز
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

یک قلم مفقود ہو جاتی ہے اور دینداری کی نمائش صرف اس لئے کی جاتی ہے
تاکہ نفسانی خواہشوں اور کام جوئیوں کے لئے اسے آلۂ کار بنایا جائے
اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شریعت کے بنیادی اور اصلی
احکام پر تو کوئی توجہ نہیں کرتا لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر جو نمائش اور
ریاکاری کا ذریعہ ہوسکتی ہیں اور جن کے کرنے میں کچھ چھوڑنا اور کھونا
نہیں پڑتا بہت زور دیا جاتا ہے حالانکہ اگر ان اصولی باتوں پر ٹھیک
ٹھیک عمل کیا جاتا تو یہ فروعی خلاف ورزیاں ظہور ہی میں نہ آتیں، علماء
یہود اسی گمراہی میں مبتلا تھے۔

تم نے اس کا اقرار کیا تھا،
اور تم (اب بھی) یہ بات
مانتے ہو لیکن پھر (دیکھو
تم ہی وہ اقرار کرنے والی
جماعت ہو جس کے افراد
ایک دوسرے کو بیدریغ
قتل کرتے ہیں اور ایک فریق
دوسرے فریق کے خلاف ظلم و
معصیت سے جتھا بندی کر کے اسے اس کے وطن سے نکال باہر کرتا ہے (اور تم میں سے

پھٹکار ہے (کہ کلام حق سننے اور اثر پذیر ہونے کی استعداد ہی کھو دی) اور اسی لئے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ دعوتِ حق سنیں اور قبول کریں۔

چنانچہ جب ایسا ہوا کہ اللہ کی طرف سے ان کی ہدایت کے لئے ایک کتاب نازل ہوئی اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی تھی جو پہلے سے ان کے پاس موجود ہے تو باوجودیکہ وہ (نوشتوں کی پیشین گوئیوں کی بنا پر اس ظہور کے منتظر تھے اور) کافروں کے مقابلے میں اس کا نام لے کر فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے تھے لیکن جب وہی جانی بوجھی ہوئی بات سامنے آگئی تو صاف انکار کر گئے پس ان لوگوں کے لئے جو رجان بوجھ کر) کفر کی راہ اختیار کریں۔ اللہ کی لعنت ہے یعنی ایسوں پر فلاح و سعادت کی راہ کبھی نہیں کھلتی (افسوس ان کی شقاوت پر!) کیا ہی بری قیمت ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا سودا اُچکایا! اُنہوں نے اللہ کی بھیجی ہوئی سچائی سے انکار کیا اور صرف اس لئے انکار کیا کہ وہ جس کسی پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کر دیتا ہے (اس میں خود ان کی نسل و جماعت کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ لوگ اپنی بدعملیوں کی وجہ سے پہلے ہی ذلیل و خوار ہو چکے تھے لیکن اس نئے انکار

> قبول حق کی راہ میں جو موانع پیش آتے ہیں، ان میں سب سے بڑا مانع نسلی، جماعتی یا شخصی حسد ہے

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا
تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ○
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○
وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ
قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا
كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ ۸۹

اور روح القدس کی تائید سے ممتاز کیا۔ لیکن ان میں سے ہر دعوت کی تم نے مخالفت کی، پھر کیا تمہارا شیوہ ہی یہ ہے کہ جب کبھی اللہ کا کوئی رسول ایسی دعوت لے کر آئے جو تمہاری نفسانی خواہشوں کے خلاف ہو تو تم اس کے مقابلے میں سرکشی کر بیٹھو، اور کسی کو جھٹلاؤ، کسی کو قتل کر دو۔

نفسانی خواہشوں کی پرستش کی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ غرض پرستوں نے ہمیشہ داعیانِ حق و اصلاح کی مخالفت کی ہے۔ بنی اسرائیل کے تکذیبِ رسل اور قتل انبیاء سے استشہاد کر جس طرح ہمیشہ سچائی کے منکر و معاند رہے اسی طرح اب بھی عناد میں سرگرم ہیں

اور یہ لوگ اپنے جماؤ اور بے حسی کی حالت پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں (یعنی اب کسی نئی بات کا اثر ان تک پہنچ ہی نہیں سکتا) حالانکہ یہ اعتقاد کی پختگی اور حق کا ثبات نہیں ہے، بلکہ انکارِ حق کے تعصب کی

حق کے ثبات اور تقلید کے جمود میں فرق ہے خیالات کی ایسی پختگی میں کوئی خوبی نہیں کہ ہم دوسروں کی بات سننے ہی سے انکار کر دیں۔ علماءِ یہود ایسے ہی جمود میں مبتلا تھے اور اسے اعتقاد کی پختگی سمجھ کر فخر کرتے تھے۔

وہ خدا کا سچا کلام ہے جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتا ہوا نمودار ہوا ہے۔ اے پیغمبر، تم ان لوگوں سے کہو، اچھا اگر واقعی تم (اپنی کتاب پر) ایمان رکھنے والے ہو (اور قرآن کی دعوت سے صرف اس لئے انکار کرتے ہو کہ تورات پر ایمان رکھنے کے بعد اس کی ضرورت نہیں)، تو پھر تم نے پچھلے وقتوں میں خدا کے نبیوں کو کیوں قتل کیا (جو تمہیں تورات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے) اور کیوں ایمان کی جگہ انکار و سرکشی کی راہ اختیار کی؟)

اور پھر دیکھو، یہ واقعہ ہے کہ موسیٰ سچائی کی روشن دلیلوں کے ساتھ تمہارے پاس آیا لیکن جب (چالیس دن کے لئے) تم سے الگ ہو گیا تو تم بچھڑے کے پیچھے پڑ گئے اور ایسا کرتے ہوئے یقیناً تم حق سے گزر گئے تھے۔

اور پھر جب ایسا ہوا تھا کہ ہم نے (دین الٰہی پر قائم رہنے کا) تم سے عہد لیا تھا اور کوہِ طور کی چوٹیاں تم پر بلند کر دی تھیں (تو تم نے اس کے بعد کیا کیا؟ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ "جو کتاب تمہیں دی گئی ہے، اس پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ، اور اس کے حکموں پر کاربند ہو۔" تم نے (زبان سے) کہا، سنا (اور دل سے کہا) نہیں مانتے اور پھر ایسا ہوا کہ تمہارے کفر کی وجہ سے تمہارے دلوں میں بچھڑے کی پوجا رچ گئی (اے پیغمبر!) ان سے کہو، (دعوت حق سے بے نیازی ظاہر کرتے ہوئے) تم اپنے جس ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، اگر وہ یہی ایمان ہے تو افسوس اس ایمان پر کیا ہی بری راہ ہے جس پر تمہارا ایمان تمہیں لے جا رہا ہے۔

أنفسهم أن يكفروا بما أنزل الله بغيا أن ينزل الله من
فضله على من يشاء من عباده فباءو بغضب على غضب
وللكافرين عذاب مهين ۝ وإذا قيل لهم آمنوا بما أنزل
الله قالوا نؤمن بما أنزل علينا ويكفرون بما وراءه وهو
الحق مصدقا لما معهم قل فلم تقتلون أنبياء الله من
قبل إن كنتم مؤمنين ۝ ولقد جاءكم موسى بالبينات ثم
اتخذتم العجل من بعده وأنتم ظالمون ۝ وإذ أخذنا
ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور خذوا ما آتيناكم بقوة و
اسمعوا قالوا سمعنا وعصينا وأشربوا في قلوبهم العجل
بكفرهم قل بئسما يأمركم به إيمانكم إن كنتم مؤمنين ۝

اور زیادہ ذلت وخواری کے سزاوار ہوئے) پس اللہ کا غضب بھی ایک کے بعد
ایک ان کے حصے میں آیا۔ اور اس کا قانون یہی ہے کہ انکار حق کرنے والوں کے لئے
درحقیقت رسوا کرنے والا عذاب ہوتا ہے!

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے
جو کچھ خدا نے اتارا ہے اس پر
ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم تو صرف
وہی بات کہیں گے جو ہم پر اتری
ہے یعنی اس کے سوا جو کچھ ہے
اس سے انہیں انکار ہے حالانکہ

اہل مذاہب کی عالمگیر گمراہی یہ ہے کہ جب انہیں اتباع حق کی دعوت
دی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہمارے پاس ہمارا دین موجود ہے ہمیں کسی
نئی تعلیم کی ضرورت نہیں حالانکہ وہ بھول جاتے ہیں کہ جس دین کو اپنا
دین کہتے ہیں، خود اس پر ان کا عمل کب ہے؟ قرآن کہتا ہے دین سب کیلئے
اور سب کا ایک ہی ہے اور میں اسلئے نہیں آیا ہوں کہ پچھلی سچائیوں کی جگہ کوئی
نئی بات پیش کروں بلکہ اسلئے آیا ہوں کہ انکا سچا اعتقاد اور عمل پیدا کردوں

اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ تم دیکھو گے ، زندگی کی سب سے زیادہ حرص رکھنے والے یہی لوگ ہیں ۔ مشرکوں سے بھی زیادہ ان مدعیان توحید کے دلوں میں حیاتِ فانی کا عشق ہے ، ان میں سے ایک ایک آدمی کا دل یہ حسرت رکھتا ہے کہ کاش ایک ہزار برس تک توجیے ! حالانکہ عمر کی درازی انہیں عذابِ آخرت سے نجات نہیں دلا دے گی ، اور جو کچھ کر رہے ہیں ، اللہ کی نظر سے چھپا نہیں ہے !

جو کوئی سلسلہ وحی کا مخالف ہے تو وہ اللہ اور اس کے قوانین ہدایت کا مخالف ہے

(اے پیغمبر !) یہ اللہ کا کلام ہے جو جبریل نے اس کے حکم سے تمہارے دل میں اتارا ہے اور یہ اس کلام کی تصدیق کرتا ہوا آیا ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکا ہے اس میں انسان کے لئے ہدایت ہے اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں (فلاح و کامیابی کی بشارت) پھر اگر یہ لوگ اللہ کی وحی و نبوت کے سلسلہ کے مخالف ہیں اور جہل و تعصب سے کہتے ہیں ، ہم جبریلؑ کا اتارا ہوا کلام نہیں مانیں گے اس سے ہماری دشمنی ہے تو (تم کہہ دو جو کوئی اللہ کا ، اس کے فرشتوں کا ، اس کے رسولوں کا ، اور جبریلؑ اور میکال کا دشمن ہے تو یقیناً اللہ بھی منکرین حق کا دوست نہیں ہے ۔

پیغمبر اسلام سے خطاب کہ دعوتِ حق کا ظہور سچائی کی روشن دلیلوں کے

اے پیغمبر یقین کرو ، ہم نے تم پر سچائی کی روشن دلیلیں نازل کی ہیں ۔ اور ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا مگر صرف وہی جو راست بازی کے دائرہ سے باہر ہو گیا ہے ۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ
يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○
وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ
بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ ○ ع قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ
وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ ۹۸

جن کے دل میں نجات اخروی کا سچا یقین ہے وہ موت سے خائف اور حیات دنیوی کے پجاری نہیں ہو سکتے۔ بنی اسرائیل کی دنیا پرستی اور حیات دنیوی کی حرص سے ان کے ایمان و یقین کی محرومی کا استشہاد

(یہ لوگ کہتے ہیں آخرت کی نجات صرف انہی کے حصہ میں آئی ہے) تم ان سے کہو کہ اگر آخرت کا گھر خدا کے نزدیک صرف تمہارے ہی لئے ہے اور تم اپنے اس اعتقاد میں سچے ہو تو تمہیں دنیا کی جگہ آخرت کا طلبگار ہونا چاہیئے یعنی بے خوف ہو کر موت کی آرزو کرو (حیات فانی کے پجاری نہ بنو) اے پیغمبر! تم دیکھو گے کہ یہ لوگ اپنی بدعملیوں کی وجہ سے جن کا ذخیرہ جمع کر چکے ہیں کبھی ایسا کرنے والے نہیں اور اللہ ظلم کرنے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔

جانتے ہی نہیں !

بنی اسرائیل کے ضعف عقل و ایمان پر اس واقعہ سے استشہاد کہ جادوگروں کے شعبدوں پر جھک پڑے تھے اور کتاب الٰہی کی تعلیم پس پشت ڈال دی تھی، ضمناً اس حقیقت کا اعلان کہ اس بارے میں جو خرافات مشہور ہیں ان کی کوئی اصلیت نہیں !

اور پھر دیکھو، ان لوگوں نے (کتاب الٰہی کی تعلیم فراموش کر کے جادوگری کے) اُن (مشرکانہ عملوں کی پیروی کی جنہیں شیطان، سلیمان کے عہد سلطنت کی طرف منسوب کرکے پڑھا پڑھایا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان کبھی کفر کا مرتکب نہیں ہوا۔ دراصل یہ انہی شیطانوں کا کفر تھا کہ لوگوں کو جادوگری سکھلاتے تھے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اس طرح کی کوئی بات نازل ہوئی تھی (جیسا کہ ان لوگوں میں مشہور ہے (واقعہ یہ ہے کہ) وہ جو کچھ بھی کسی کو سکھلاتے تھے تو یہ کہے بغیر نہیں سکھلاتے تھے کہ دیکھو، ہمارا وجود تو ایک فتنہ ہے۔ پھر تم کیوں کفر میں مبتلا ہوتے ہو ؟ (یعنی جادوگری کی باتوں کا بُرا ہونا ایک ایسی مانی ہوئی بات ہے کہ جو لوگ اس کے سکھانے والے تھے وہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ بات خدا پرستی کے خلاف ہے، لیکن اس پر بھی لوگ ان سے ایسے ایسے عمل سیکھتے جن کے ذریعہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالنا چاہتے۔ حالانکہ وہ کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ ہاں یہ ہو سکتا تھا کہ خدا کے حکم سے

ءَايَٰتٍۭ بَيِّنَٰتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ إِلَّا ٱلْفَٰسِقُونَ ۝ وَكُلَّمَا عَٰهَدُوا۟ عَهْدًا
نَّبَذَهُۥ فَرِيقٌ مِّنْهُم ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ
رَسُولٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ ٱلَّذِينَ
أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ كِتَٰبَ ٱللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ١٠١
وَٱتَّبَعُوا۟ مَا تَتْلُوا۟ ٱلشَّيَٰطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَٰنَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَٰنُ
وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ كَفَرُوا۟ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ ٱلسِّحْرَ وَمَآ أُنزِلَ عَلَى
ٱلْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَٰرُوتَ وَمَٰرُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ
يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ
بِهِۦ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَزَوْجِهِۦ ۚ وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنْ أَحَدٍ

ساتھ ہوا ہے جن سے کوئی راست باز انسان انکار نہیں کرسکتا۔ اور اگر علماء یہود باوجود کتاب اللہ کے حامل ہونے کے انکار کر رہے ہیں، تو یہ کفر و جحود کا کوئی نیا مظاہرہ نہیں ہے۔ جس پر تعجب ہو۔ اس سے پہلے بھی ان کی روش ایسی ہی رہ چکی ہے!

جب کبھی ان لوگوں نے اتباع حق کا کوئی عہد کیا تو کسی نہ کسی گروہ نے ضرور ہی اسے پس پشت ڈال دیا اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں بڑی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جن کے دل ایمان سے خالی ہیں۔

چنانچہ دیکھو، جب ایسا ہوا کہ اللہ کا ایک رسول اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوا آیا، جو پہلے سے ان کے پاس موجود تھی (یعنی حضرت مسیح کا ظہور ہوا) تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے کہ کتاب الٰہی رکھتے تھے، کتاب الٰہی اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دی گویا اسے

سے کام لیں۔

دعوتِ قرآنی کے پیرووں سے خطاب کہ بنی اسرائیل کے ایام و وقائع سے عبرت پکڑیں اور ان ٹھوکروں سے بچیں جو انہیں اس راہ میں لگ چکی ہیں۔ نیز ان شکوک اور اعتراضات کا جواب جو منکرین حق مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے،

مسلمانو! (پیغمبر اسلام کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہو، تو ان منکرین حق کی طرح) یہ نہ کہو کہ "راعنا" (جو مشتبہ اور ذو معنی رکھنے والا لفظ ہے بلکہ) کہو "انظرنا" ہماری طرف التفات کیجئے! اور وہ جو کچھ بھی کہیں، اسے جی لگا کر سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ باقی رہے۔ یہ منکرین حق تو یاد رکھو انہیں (پاداش عمل میں) دردناک عذاب ملنے والا ہے۔

اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، وہ، اور مشرک دونوں نہیں چاہتے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر خیر و برکت (یعنی وحی الٰہی) نازل ہو (اور اس لئے وہ طرح طرح کے شک پیدا کر کے تمہیں سچائی کی راہ سے باز رکھنا چاہتے ہیں) لیکن اللہ (کا قانون اس بارے میں انسانی خواہشوں کا پابند نہیں ہو سکتا وہ) جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چن لیتا ہے، اور وہ بہت بڑا فضل رکھنے والا ہے۔

ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کا ظہور اس لئے ہوا کہ یا تو "نسخ" کی حالت طاری ہو گئی یا "نسیان" کی۔ "نسخ" یہ ہے کہ ایک بات پہلے سے موجود تھی لیکن موقوف ہو گئی اور اس کی جگہ دوسری بات آ گئی۔ "نسیان" کے معنے بھول جانے کے ہیں۔ پس بعض حالتوں میں ایسا ہوا کہ پچھلی شریعت کسی نہ کسی شکل میں موجود تھی لیکن احوال و ظروف بدل گئے،

ہم اپنے احکام میں سے جو کچھ بدل دیتے ہیں۔ یا بھلا دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسا حکم نازل کر

إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ
عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ
مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا
لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۖ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ ع ۱۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ۝ مَّا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ
أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ
مَن يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ ۱۰۵ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ
نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ

کسی کو نقصان پہنچنے والا ہو۔ اور نقصان پہنچ جائے (بہرحال) یہ لوگ (یہ کتاب الٰہی کی تعلیم فراموش کرکے) ایسی باتیں سیکھتے ہیں جو انہیں سراسر نقصان پہنچانے والی ہیں اور (پھر کچھ یہ بات بھی نہیں کہ انہیں احکام الٰہی کی خبر نہ ہو) انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جو کوئی (اپنا دین و ایمان بیچ کر) جادوگری کا خریدار ہوتا ہے، اس کے لئے آخرت کی برکتوں میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ پس افسوس ان کی اس خرید و فروخت پر! کیا ہی بُری جنس ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کی نجات بیچ ڈالی۔ کاش وہ اس حقیقت کی خبر رکھتے۔

اگر یہ لوگ (خدا کے حکموں پر سچائی کے ساتھ) ایمان لاتے، اور نیک عملی کی چال اختیار کرتے، تو ان کے لئے اللہ کے حضور بہتر اجر تھا۔ کاش وہ سمجھ بوجھ

کے بعد بھی بار بار ایسا کر سکتا ہے ، اور پھر کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے آسمان کی سلطانی ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہارا دوست اور مددگار ہو ؟

پھر کیا تم چاہتے ہو، اپنے رسول سے بھی ردین کے بارے میں ا ویسے ہی سوالات کرو، جیسے اب سے پہلے موسٰی سے کئے جا چکے ہیں ؟ (یعنی جس طرح بنی اسرائیل نے راست بازی کی جگہ کٹ حجتیاں کرتے اور بلا ضرورت باریکیاں نکالنے کی چال اختیار کی تھی ۔ ویسی ہی تم بھی اختیار کرو ؟ سو یاد رکھو ، جو کوئی بھی ایمان کی نعمت پاکر؛ پھر اسے کفر سے بدل دے گا، تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا اور فلاح و کامیابی کی منزل اس پر گم ہو گئی ۔

یاد رکھو، اہل کتاب میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو چاہتے ہیں تمہیں

> نماز اور زکوٰۃ یعنی قلبی اور مالی عبادت کی سرگرمی ایک ایسی حالت ہے جس سے جماعت کی معنوی استعداد نشو و نما پاتی ہے اور قوی ہوتی ہے جس جماعت میں یہ سرگرمی موجود ہو وہ نہ تو دین سے برگشتہ ہو سکتی ہے نہ اس کی اجتماعی قوت میں کمزوری آسکتی ہے ۔

ایمان کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا دیں اور اگرچہ ان پر سچائی ظاہر ہو چکی ہے لیکن پھر بھی اس حسد کی وجہ سے جس کی جبلت ان کے اندر ہے ۔ پسند نہیں کرتے کہ تم راہِ حق میں ثابت قدم رہو ۔ پس چاہیئے کہ ران سے لڑنے جھگڑنے میں اپنا وقت ضائع نہ کرو اور ، عفو و درگزر سے کام لو ۔ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ ظاہر ہو جائے راور وہ حق کو فتح مند کرکے بتلا دے کہ کون حق پر تھا اور کس کی جگہ باطل پرستی کی جگہ تھی) بلاشبہ وہ ہر بات پر قادر ہے ۔

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو ۔ یاد رکھو جو کچھ بھی تم اپنے لئے نیکی کی پونجی

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمْ
تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ
وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝
وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ
كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ
۱۰۹ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

دیتے ہیں (پس اگر اب ایک نئی شریعت ظہور میں آئی ہے) تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر لوگوں کو حیرانی ہو، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی قدرت سے کوئی بات باہر نہیں؟ (اگر وہ ایک مرتبہ تمہاری ہدایت کے لئے حسب ضرورت احکام بھیج سکتا ہے تو یقیناً اس

تھے یا اس کے پیروؤں کی عملی روح معدوم ہوگئی تھی اس لئے ضروری ہوا کہ نئی شریعت ظہور میں آئے بعض حالتوں میں ایسا ہوا کہ امتداد وقت سے پچھلی تعلیم بالکل فراموش ہوگئی اور اصلیت میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ پس لامحالہ تجدید ہدایت ناگزیر ہوئی۔

سنت الٰہی یہ ہے کہ تنسیخ شائع ہو یا نسیان شائع، لیکن ہر نئی تعلیم پچھلی تعلیم سے بہتر ہوگی یا اس کے مانند ہوگی ایسا نہیں ہوتا کہ کمتر ہو کیونکہ اصل تکمیل وارتقاء ہے نہ کہ تنزل و تسفل۔

کثرت سوال اور تعمق فی الدین کی ممانعت "تعمق" یعنی ضرورت سے زیادہ باریکیاں نکالنی اور کاوشیں کرنی اور ایک سیدھے سادے معاملہ کو پیچیدہ بنا دینا

سچا نہیں کیونکہ ہر گروہ دوسرے کو جھٹلاتا ہے اگر سب جھوٹے ہیں
تو پھر خدا کی سچائی گئی کہاں ؟

قرآن کہتا ہے خدا کی سچائی سب کے لئے ہے اور سب کو ملی تھی لیکن سب نے
سچائی سے انحراف کیا ۔ سب اصل کے اعتبار سے سچے ہیں اور سب
عمل کے اعتبار سے جھوٹے ہیں، میں چاہتا ہوں، اسی مشترک اور عالمگیر
سچائی پر سب کو جمع کردوں اور مذہبی نزاع کا خاتمہ ہوجائے یہ مشترک اور
عالمگیر سچائی کیا ہے ؟ خدا پرستی اور نیک عمل کا قانون ہے یہی قانون
خدا کا ٹھہرایا ہوا دین ہے اور اسی کو میں الاسلام کے نام سے
پکارتا ہوں۔

یہودی کہتے تھے جب تک ایک انسان یہودی گروہ بندی میں داخل
نہ ہو، نجات نہیں پا سکتا ، عیسائی کہتے تھے جب تک عیسائی گروہ بندی
میں داخل نہ ہو نجات نہیں مل سکتی ۔ قرآن کہتا ہے نجات کا دارومدار
خدا پرستی اور نیک عمل پر ہے نہ کسی خاص گروہ بندی پر، جو انسان بھی
خدا پرست اور نیک عمل ہوگا نجات پائے گا ۔ خواہ تمہاری گروہ بندی ہوئی
گروہ بندیوں میں داخل ہو یا نہ ہو ۔

گروہ بندی میں داخل
نہ ہو ۔ نجات نہیں پا سکتا
اے پیغمبر! یہ ان لوگوں
کی رجا طلانہ امنگیں
اور آرزوئیں ہیں، نہ کہ
حقیقت حال تم ان
سے کہو، اگر تم اپنے
اس زعم میں سچے ہو،
تو ثابت کرو، تمہارے
دعویٰ کی دلیل کیا ہے ؟
ہاں! بلاشک
نجات کی راہ کھلی ہوئی
ہے مگر وہ کسی خاص
گروہ بندی کی راہ نہیں
ہوسکتی ۔ وہ تو ایمان و
عمل کی راہ ہے، جس کسی نے بھی اللہ کے آگے سر جھکا دیا اور وہ نیک عمل بھی ہوا ۔ تو وہ
اپنے پروردگار سے اپنا اجر ضرور پائے گا ۔ نہ تو اس کے لئے کسی طرح کا کھٹکا ہے نہ کسی
طرح کی غمگینی ۔

یہودی کہتے ہیں ۔ عیسائیوں کا دین کچھ نہیں ہے ۔ عیسائی کہتے ہیں، یہودیوں کے

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارٰى ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ أَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ع ۱۳ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ

پہلے سے اکٹھی کر لوگے، اللہ کے پاس اس کے نتیجے موجود پاؤ گے (یعنی مستقبل میں اس کے نتائج و ثمرات ظاہر ہوں گے) تم جو کچھ بھی کرتے ہو، اللہ اسے دیکھ رہا ہے

اور یہودی کہتے ہیں جنت میں کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو۔ اسی طرح عیسائی کہتے ہیں جنت میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ عیسائی نہ ہو (یعنی ان میں سے ہر گروہ سمجھتا ہے، آخرت کی نجات صرف اسی کے حصے میں آئی ہے اور جب تک ایک انسان اس کی مذہبی

اہل مذاہب کی عالمگیر گمراہی یہ ہے کہ انہوں نے دین کی سچائی جو ایک ہی تھی اور یکساں طور پر سب کو دی گئی تھی، مذہبی گروہ بندیوں کے الگ الگ حلقے بنا کر ضائع کر دی۔ اب ہر گروہ دوسرے گروہ کو جھٹلاتا ہے اور صرف اپنے ہی کو سچائی کا وارث سمجھتا ہے سوال یہ ہے کہ اس نزاع کا فیصلہ کیونکر ہو؟ اگر کوئی ایک گروہ ہی سچا ہے تو کیوں وہی سچا ہو دوسرے سچے نہ ہوں؟ اگر سب سچے ہیں تو پھر کوئی بھی سچا

بجز اس حالت کے کہ (دوسروں کو اپنی طاقت سے ڈرانے کی جگہ خود دوسروں کی طاقت سے) ڈرے سہمے ہوئے ہوں۔ یاد رکھو، ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہے۔

اور دیکھو پورب ہو یا پچھم، ساری دنیا اللہ ہی کیلئے ہے (اس کی عبادت کسی ایک رخ اور مقام ہی پر موقوف نہیں، جہاں کہیں بھی تم اللہ کیطرف رخ کرلو۔ اللہ تمہارے سامنے ہے) بلاشبہ اسکی قدرت کی سمائی بڑی ہی سمائی ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

> عیسائیوں کی یہ گمراہی کہ کتاب الٰہی کی تعلیم سے منحرف ہو گئے اور ابنیت مسیح کے اعتقاد باطل پر اپنی کلیسائی گروہ بندی قائم کرلی

اور (عیسائیوں کو دیکھو) انہوں نے کہا، خدا نے (نوع انسانی کا گناہ معاف کرنے کے لئے مسیح کو) اپنا بیٹا بنایا۔ حالانکہ خدا کی ذات اس سے پاک ہے، (وہ کیوں اس بات کا محتاج ہو کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے؟) زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، اور سب اس کے فرمان کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

وہ آسمان و زمین کا صناع ہے وہ جب کسی کا فیصلہ کرلیتا ہے تو (اسے تو اسے کسی مددگار کی ضرورت ہوتی ہے نہ ذریعوں کی) بس وہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا۔ اور جیسا کچھ اس نے حکم دیا تھا ویسا ہی ظہور میں آجاتا ہے۔

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○ ١١٦ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

پاس کیا دھرا ہے؟ حالانکہ اللہ کی کتاب دونوں پڑھتے ہیں (اور اصل دین دونوں کے لئے ایک ہی ہے) ٹھیک ایسی ہی بات ان لوگوں نے بھی کہی جو مقدس نوشتوں کا علم نہیں رکھتے (یعنی مشرکین عرب نے کہ وہ بھی صرف اپنے طریقہ ہی کو سچائی کا طریقہ سمجھتے ہیں) اچھا قیامت کے دن اللہ ان کے درمیان حاکم ہوگا اور جس بات میں جھگڑ رہے ہیں اس کا فیصلہ کر دیگا

اور غور کرو! اس سے بڑھ کر ظلم کرنے والا انسان کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی عبادت گاہوں میں اس کے نام کی یاد کو روکے اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہو؟ جن لوگوں کے ظلم کا یہ حال ہے یقیناً وہ اس لائق نہیں کہ خدا کی عبادت گاہوں میں قدم رکھیں

مذہبی گروہ بندی کا تعصب یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ ہر گروہ کے لئے اس کی مخصوص عبادت گاہیں ہیں، اگر دوسرے گروہ کا کوئی آدمی ان میں خدا کی عبادت کرنا چاہے تو اسے روک دیا جاتا ہے اور ہر گروہ چاہتا ہے دوسرے گروہ کی عبادت گاہیں ڈھا دے اور ویران کر دے حالانکہ سب خدا پرستی کے مدعی ہیں اور سب کا خدا ایک ہی خدا ہے۔ خدا کسی خاص عبادت کی چار دیواری کے اندر محدود نہیں ہے کہ صرف وہیں اس کی عبادت کی جا سکے جہاں کہیں بھی اسے اخلاص کے ساتھ یاد کیا جائے وہ قبول کرے گا۔

سچائی کی پہچان رکھنے والوں کے لئے سب سے بڑی نشانی پیغمبر کی تعلیم اور اس کی زندگی ہے اور یہ بات سنت الٰہی کے خلاف ہے کہ لوگوں کے جاہلانہ خیالات کے مطابق فرمائشی معجزے دکھلائے جائیں

اے پیغمبر! یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم نے تمہیں (خلق اللہ کی ہدایت کے لئے) بھیجا ہے۔ اور اس لئے بھیجا ہے کہ (ایمان وعمل کی برکتوں کی) بشارت دو۔ اور (انکارِ حق کے نتائج سے) متنبہ کردو (یعنی تمہاری دعوت تمام تر خدا پرستی اور نیک عملی کی دعوت ہے پھر جو لوگ نشانیاں مانگ رہے ہیں اگر فی الحقیقت ان میں سچائی کی طلب ہے تو غور کریں۔ تمہاری دعوت سے بڑھ کر اور کونسی نشانی ہوسکتی ہے۔ جو لوگ (اپنی محرومی و شقاوت سے) دوزخی گروہ ہوچکے۔ تم ان کے لئے خدا کے حضور جوابدہ نہیں ہوگے (تمہارا کام صرف پیامِ حق پہنچا دینا ہے!

یہ جتنی ملتیں الگ الگ بنا لی گئی ہیں یعنی الگ الگ گروہ بندیاں کر لی گئی ہیں مثلاً یہودیت، اور مسیحیت، تو یہ سب انسانی گمراہی کی بناوٹیں ہیں ہدایت کی راہ تو بس ہدایت کی راہ ہے جو کوئی اس پر چلے گا۔ ہدایت یافتہ ہوگا، خواہ ان بنائی ہوئی ملتوں میں داخل ہو یا نہ ہو،

اور حقیقت یہ ہے کہ اپنی سچائی کی کتنی ہی نشانیاں پیش کرو۔ لیکن یہود اور نصاریٰ تم سے خوش ہونیوالے نہیں۔ وہ تو صرف اسی حالت میں خوش ہوسکتے ہیں کہ تم ان کی (بنائی ہوئی) جماعتوں کے پیرو ہو جاؤ (کیونکہ جس بات کو انہوں نے دین سمجھ رکھا ہے وہ گروہ پرستی کے تعصب کے سوا کچھ نہیں ہے) پس تم ان سے (صاف صاف) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت کی راہ تو وہی ہے جو ہدایت کی اصلی راہ ہے (نہ کہ تمہاری خودساختہ گروہ بندیاں) اور یاد رکھو

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا
يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا
تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ○ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ ١١٩
وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ

مشرکین عرب اور ان کے جاہلانہ و معاندانہ اعتراضات
جس طرح انسانی سچائی کا مزاج ہمیشہ ایک ہی طرح
کا رہا ہے اسی طرح انسانی گمراہی کا مزاج بھی ایک
ہی طرح کا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں۔ ہر
زمانہ میں منکرین حق نے ایک ہی طریقہ پر سچائی کو جھٹلایا
ہے اور ایک ہی طرح کی صدائیں بلند کی ہیں۔

اور جو لوگ (مقدس نوشتوں کا) علم نہیں
رکھتے (یعنی مشرکین عرب)، وہ کہتے
ہیں (اگر یہ تعلیم خدا کی طرف سے ہے
تو) کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ خدا ہم سے
براہ راست بات چیت کرے، یا
اپنی کوئی (عجیب و غریب) نشانی
ہی بھیج دے تو دیکھو، گمراہی کی، جیسی بات یہ کہہ رہے ہیں، ٹھیک ٹھیک
ایسی ہی بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی، جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اس بارے
میں پہلوں اور پچھلوں، سب کے دل ایک ہی طرح کے ہوئے (بہر حال) اگر یہ لوگ
نشانیوں کے ہی طلبگار ہیں تو چاہیئے۔ نشانیوں کی پہچان بھی کریں۔ ہم نے
ان لوگوں کے لئے جو ماننے والے ہیں۔ کتنی ہی نشانیاں نمایاں کر دی ہیں۔

(یعنی راست بازی و اخلاص کے ساتھ پڑھتے ہیں) تو وہی ہیں جو (قبولیتِ حق کی استعداد رکھتے ہیں۔ اور اس لئے وہی ہیں جو) اس پر ایمان لائیں گے اور جو کوئی (ان میں سے) انکار کرتا ہے تو (اس کی ہدایت کی کوئی امید نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے تباہی و نامرادی ہے۔

اے بنی اسرائیل میری وہ نعمتیں یاد کرو جن سے میں نے تمہیں سرفراز کیا تھا۔ میں نے تمہیں دنیا کی قوموں میں برگزیدگی عطا فرمائی تھی۔

اور دیکھو! اس دن سے ڈرو جو یقیناً آنے والا ہے (اور جس دن ہر انسان کو اپنے اعمال کے نتیجوں سے دوچار ہونا ہے) اس دن نہ تو کوئی جان دوسری جان کے کام آئے گی (کہ اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کا نام لے کر اپنے آپ کو بخشوا لو) نہ کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے گا (کہ اپنی بدعملیوں کا فدیہ دے کر جان چھڑا لو) نہ کسی کی سعی و سفارش چل سکے گی (کہ ان کا وسیلہ پکڑ کے کام نکال لو) اور نہ ہی ایسا ہوگا کہ مجرموں کو کہیں سے مدد ملے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش، منصبِ امامت کا عطیہ، دینِ الٰہی کی دعوت، معبدِ کعبہ کی تعمیر اور امتِ مسلمہ کے ظہور کی دعا، یہ ذکر اس محل میں چار بصیرتیں رکھتا ہے۔

(۱) یہودی، نصاریٰ اور مشرکینِ عرب تینوں گروہوں کے لئے حضرت ابراہیم کی شخصیت ایک مسلّمہ شخصیت تھی۔ اس لئے ان کی دعوت سے استشہاد تینوں کے لئے ناقابلِ انکار استشہاد تھا۔

(۲) مذہبی گروہ بندی کے خلاف تینوں گروہوں کے لئے ایک حجت

اور (پھر غور کرو) وہ واقعہ جب ابراہیم کو اس کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا تھا، اور وہ ان میں پورا اترا تھا جب ایسا ہوا تو خدا نے فرمایا۔ اے

الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ
اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ
فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ
عَنْ نَّفْسٍ شَيْـــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ
وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

مذہبی گروہ بندی کا نتیجہ یہ ہے کہ حق پسندی اور حقیقت بینی کی جگہ
محض گروہ پرستی کی روح کام کر رہی ہے۔ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک
انسان کا اعتقاد اور عمل کیسا ہے؟ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری
گروہ بندی میں داخل ہے یا نہیں؟ جب لوگوں کی ذہنیت ایسی ہو
جائے تو ظاہر ہے کہ دلائل و حقائق کچھ کام نہیں دے سکتے۔ کتنی ہی
سچی اور معقول بات کیوں نہ کہی جائے۔ ان لوگوں کیلئے بیکار ہو گی!
جب تک تم یہودیت اور نصرانیت کی گروہ بندی میں داخل نہ ہو
جاؤ، یہودی اور عیسائی تم سے تو خوش ہونے والے نہیں اگرچہ
تمہارا اعتقاد اور عمل کتنا ہی اچھا اور معقول ہو۔ اور خود ان کی مسلّمہ
تعلیمات کے ٹھیک ٹھیک مطابق ہی کیوں نہ ہو۔

اگر تم نے ان لوگوں
کی خواہشوں کی پیروی
کی، باوجودیکہ تمہارے
پاس علم و یقین کی
روشنی آچکی ہے تو
(یہ ہدایت الٰہی سے
منہ موڑنا ہوگا۔ اور
پھر) اللہ کی دوستی
اور مددگاری سے تم
یکسر محروم ہو جاؤ گے

اہل کتاب میں جو لوگ ایسے ہیں جو کتاب الٰہی کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرتے ہیں

اسماعیل بھی شریک ہیں پھر جو کچھ بھی ہوا خدا کا عہد
برکت نیک کرداروں کے لئے تھا نہ کہ بدکرداروں کے
لئے - جن لوگوں نے ایمان وعمل کی سعادت کھودی ،
ان کے لئے نسل کا امتیاز کچھ سود مند نہیں ہو سکتا -

(۴) پچھلی اُمتوں کی محرومیوں کے ذکر کے بعد یہ
حقیقت واضح کرنی تھی کہ اب توفیق الٰہی نے پیروان
دعوتِ قرآن کو خدمتِ حق کیلئے چن لیا ہے اور
اقوام عالم کی ہدایت کا سررشتہ ان کے سپرد کیا جا
رہا ہے - اس کیلئے ضروری تھا کہ پہلے دعوتِ قرآن
کے ظہور کی معنوی تاریخ بیان کر دی جائے چنانچہ
معبد کعبہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم کی دعا کا ذکر اسی
غرض سے کیا گیا ہے کہ آنے والے بیان کے لئے ایک
قدرتی تمہید کا کام دے -

ہم نے (مکّے کے) اس گھر کو (یعنی خانۂ کعبہ
انسانوں کی گرد آوری کا مرکز اور امن و
حرمت کا مقام ٹھہرا دیا اور حکم دیا کہ
ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ (ہمیشہ
کے لئے) نماز کی جگہ بنالی جائے اور ہم
نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو حکم دیا تھا کہ
ہمارے نام پر جو گھر بنایا گیا ہے، اُسے
طواف کرنے والوں، عبادت کے لئے
ٹھہرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے
والوں کے لئے (ہمیشہ) پاک رکھنا
(اور ظلم و معصیت کی گندگیوں سے آلودہ
نہ کرنا!)

اور (پھر) جب ایسا ہوا تھا کہ ابراہیم
نے خدا کے حضور دعا مانگی تھی (خدایا) اے پروردگار، اس جگہ کو (جو دنیا کی آباد سرزمینوں
سے دور اور سرسبزی و شادابی سے یک قلم محروم ہے) امن و امان کا ایک آباد شہر بنا دے
اور اپنے فضل و کرم سے ایسا کر کہ یہاں کے بسنے والوں میں جو لوگ تجھ پر اور آخرت
کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، ان کی رزق کے لئے ہر طرح کی پیداوار مہیا ہو جائے"
اس پر ارشاد الٰہی ہوا تھا کہ (تمہاری دعا قبول کی گئی، یہاں کے باشندوں میں سے)
جو کوئی کفر کا شیوہ اختیار کرے گا، سو اسے بھی ہم (سرو سامانِ رزق سے) فائدہ اٹھانے

فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ ۱۲۵ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ

قاطع ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ تینوں گروہ بندیاں، اور ان کے عقائد و رسوم حضرت ابراہیمؑ کے بہت بعد پیدا ہوئے سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ کیا تھا۔ یقیناً وہ ان گروہ بندیوں کا طریقہ نہ تھا۔ پس جو طریقہ ان کا تھا، اسی کی دعوت قرآن دیتا ہے

(۳) یہودیوں کی جماعتی سرگرانی زیادہ تر نسلی غرور کا نتیجہ تھی۔ وہ کہتے تھے ہم حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں اور تورات میں ہے کہ خدا نے ان کی نسل کو برکت دی۔ اس بیان نے واضح کر دیا کہ اول تو نسل کے شرف میں بنی اسحاق کی طرح بنی

ابراہیم! میں تجھے انسانوں کے لئے امام بنانے والا ہوں (یعنی دنیا کی آنے والی قومیں تیری دعوت قبول کریں گی اور تیرے نقش قدم پہ چلیں گی)، ابراہیم نے عرض کیا جو لوگ میری نسل میں سے ہوں گے، ان کی نسبت کیا حکم ہے؟ ارشاد ہوا جو ظلم و معصیت کی راہ اختیار کریں تو ان کا میرے اس عہد میں کوئی حصہ نہیں۔ اور پھر دیکھو، جب ایسا ہوا تھا کہ

طریقے بتا دے اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر۔ بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو رحمت سے درگزر کرنے والی ہے اور جس کی رحیمانہ درگزر کی کوئی انتہا نہیں۔ اور خدایا اپنے فضل و کرم سے ایسا کیجیو کہ اس بستی کے بسنے والوں میں تیرا ایک رسول پیدا ہو جو اُنہی میں سے ہو، وہ تیری آیتیں پڑھکر لوگوں کو سنائے، کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور اپنی پیغمبرانہ تربیت سے، ان کے دلوں کو مانجھ دے۔ اے پروردگار بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو حکمت والی اور سب پر غالب ہے!"

(یہ ہے ابراہیم کا طریقہ) اور ان لوگوں کے سوا جنہوں نے اپنے آپ کو نادانی و جہالت کے حوالے کر دیا ہے کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے منہ پھیر سکتا ہے؟ اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا میں بھی اسے برگزیدگی کے لئے چن لیا اور آخرت میں بھی اس کی جگہ نیک انسانوں کے زمرے میں ہوگی

> دین کی جو راہ ابراہیم نے اختیار کی تھی وہ کیا تھی؟ ان کے بعد ان کی اولاد جس طریقہ پر چلتی رہی وہ کونسا طریقہ تھا؟ خود "اسرائیل" یعنی حضرت یعقوب نے اپنے بستر مرگ پر جس دن کی وصیت کی وہ کونسا دین تھا! یقیناً وہ یہودیت اور مسیحیت کی گروہ بندی نہ تھی وہ صرف خدا پر ایمان لانے اور اس کے قانون سعادت کی فرمانبرداری کرنے کی فطری اور عالمگیر سچائی تھی اور اسی کی دعوت قرآن دیتا ہے۔
>
> دین الٰہی کو اسی لئے "الاسلام" کے نام سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی اطاعت کرنے کے ہیں یعنی ہر طرح کی نسبتوں اور گروہ بندیوں سے الگ ہو کر صرف اطاعت حق کی طرف انسان کو دعوت دی جائے۔

جب ابراہیم کے پروردگار نے اسے حکم دیا تھا کہ "فرمانبردار ہو جا" تو وہ پکار اٹھا تھا "میں اس کے حکموں کا فرمانبردار ہو گیا جو تمام دنیا کا پروردگار ہے۔

اور پھر اسی طریقہ کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور (اس کے پوتے) یعقوب نے اپنی

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ؕ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرٰهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ ١٣٠

دیں گے۔ البتہ یہ فائدہ اٹھانا بہت تھوڑا ہوگا کیونکہ بالآخر اسے (پاداشِ عمل میں) چاروناچار دوزخ میں جانا ہے اور کیا ہی برا اس کا ٹھکانا ہوا۔

اور (پھر دیکھو، وہ کیسا عظیم الشان اور انقلاب انگیز وقت تھا) جب ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی نیو ڈال رہا تھا اور اسماعیل بھی اس کے ساتھ شریک تھا (ان کے ہاتھ پتھر چن رہے تھے اور دل و زبان پر یہ دعا طاری تھی) اے پروردگار ہمارا یہ عمل تیرے حضور قبول ہو بلاشبہ تو ہی ہے جو دعاؤں کا سننے والا اور (مصالحِ عالم کا) جاننے والا ہے!

اے پروردگار (اپنے فضل و کرم سے) ہمیں ایسی توفیق دے کہ ہم سچے مسلم (یعنی تیرے حکموں کے فرمانبردار) ہو جائیں اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی امت پیدا کردے جو تیرے حکموں کی فرمانبردار ہو! خدایا ہمیں ہماری عبادت کے (سچے) طور

قانون الٰہی یہ ہے کہ ہر فرد اور جماعت کو وہی پیش آتا ہے جو اس نے اپنے عمل سے کمایا ہے نہ تو ایک کی نیکی دوسرے کو بچا سکتی ہے نہ ایک کی بدعملی کیلئے دوسرا جوابدہ ہو سکتا ہے انسان کے لئے قدامت پرستی کا پھندا بڑا ہی سخت پھندا ہے اس کے پیچ سے وہ نکل نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ ماضی کے افسانوں میں گم رہے گا اور ہر پرانے طور طریقے کو تقدیس کی نظر سے دیکھے گا۔ ہندو ہزاروں برس سے مہابھارت اور پرانوں کے افسانوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے دو فرقے آج تک اس نزاع سے فارغ نہیں ہوئے کہ تیرہ سو برس پہلے سقیفہ میں خلافت کا جو انتخاب ہوا تھا وہ صحیح تھا یا غلط لیکن قرآن کہتا ہے "تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم" یہ ایک گروہ تھا، جو گزر چکا۔ اب اس کے پیچھے پڑے رہنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تم اپنی خبر لو ان کے اعمال ان کے ساتھ تھے۔ تمہارے تمہارے لئے ہیں۔

بہرحال ہدایت کی راہ ان گروہ بندیوں کی راہ نہیں ہو سکتی اور نہ وہ کسی ایک قوم اور گروہ ہی کے حصے

کہ ان لوگوں کے اعمال کیسے تھے؟

یہودیوں نے کہا، یہودی ہو جاؤ ہدایت پاؤ گے۔ نصاریٰ نے نصرانی ہو جاؤ، ہدایت پاؤ گے لیکن تم کہو نہیں (خدا کی عالمگیر سچائی ان گروہ بندیوں میں محدود نہیں ہو جا سکتی) اس کی راہ تو وہی "حنیفی" راہ ہے جو ابراہیم کی راہ تھی یعنی تمام انسانی طریقوں سے منہ موڑنا اور صرف خدا کے سیدھے سادے فطری طریقہ کا ہو رہنا، اور یقیناً وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔

مسلمانو! تم کہو ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں قرآن پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوا ہے ان تمام تعلیموں پر ایمان لائے ہیں۔ جو ابراہیم کو، اسماعیل کو، اسحاق کو، یعقوب کو، اور اولادِ یعقوب کو دی گئیں، نیز ان کتابوں پر جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دی گئی تھیں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ
اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ
مُسْلِمُوْنَ ○ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا
١٣٤ كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالُوْا كُوْنُوْا
هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا

اولاد کو وصیت کی تھی ۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹو! خدا نے تمہارے لئے اس دین حقیقی کی راہ پسند فرمائی ہے تو دیکھو، دنیا سے نہ جانا مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو یعنی فرمانبردار ہو۔

پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے سرہانے موت آکھڑی ہوئی تھی، اور اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے پوچھا تھا "میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟" انہوں نے جواب دیا "اسی خدائے واحد کی جس کی تو نے عبادت کی ہے اور تیرے بزرگوں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق نے کی ہے اور ہم اس کے حکموں کے فرمانبردار ہو گئے!"

(بہرحال) یہ ایک امت تھی جو گذر چکی اس کیلئے وہ تھا جو اس نے اپنے عمل سے کمایا تمہارے لئے وہ ہوگا جو تم اپنے عمل سے کماؤگے تم سے کچھ اس کی پوچھ گچھ نہیں ہوگی

سلسلہ ہدایت کا منکر ہے۔

قرآن کہتا ہے میری راہ عالمگیر تصدیق کی راہ ہے اگر تم یہودی ہو اور توراۃ پر ایمان رکھتے ہو تو میں اس کا مصدق ہوں اور اسی لئے آیا ہوں تاکہ دین حقیقی تازہ کروں اگر تم مسیحی ہو تو میں انجیل کا منکر کب ہوں؟ میں تو اسی لئے آیا ہوں کہ تم انجیل کے سچے عامل بن جاؤ۔ اگر تم حضرت ابراہیم کے نام لیوا ہو۔ تو میری دعوت سرتاسر ملت ابراہیمی ہی کی دعوت ہے، اگر تم کسی دوسرے رسول اور دینی مذہب کے پیرو ہو، تو میں تمہیں اس کا منکر بنانا نہیں چاہتا۔ اس کی تصدیق میں اور زیادہ پختہ کر دینا چاہتا ہوں۔

کہیں بھی اور کسی پر بھی آئی ہو، ہم خدا کے فرمانبردار ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ بھی ایمان کی راہ اختیار کر لیں اسی طرح جس طرح تم نے اختیار کی ہے تو سارے جھگڑے ختم ہو گئے اور انہوں نے ہدایت پالی۔ لیکن اگر اس سے روگردانی کریں تو پھر سمجھ لو کہ (ان کے ماننے کی کوئی امید نہیں، ان کی راہ (طلب حق کی جگہ) ہٹ دھرمی کی راہ ہے پس ان سے قطع نظر کر لو اور اپنے کام میں سرگرم رہو) وہ وقت دور نہیں، جب اللہ کی مدد تمہیں ان کی مخالفتوں سے بے پروا کر دے گی۔ وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے!

(ہدایت اور نجات کی راہ کسی رسمی اصطباغ یعنی رنگ دینے کی محتاج نہیں، جیسا کہ عیسائیوں کا شیوہ ہے)

یہ اللہ کا رنگ دینا ہے اور بتلاؤ، اللہ سے بہتر اور کس کا رنگ دینا ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے ہیں (اے پیغمبر)، تم ان لوگوں سے کہو۔

جب سب کا پروردگار ایک ہے اور ہر انسان کیلئے اس کا عمل ہے تو پھر خدا اور دین کے نام پر یہ تمام جھگڑے کیوں؟ کیوں ہیں؟ کیو

(ہماری راہ تو خدا پرستی کی راہ ہے پھر کیا تم خدا کے بارے میں

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ○ ١٣٨ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

میں آئی ہے ۔ ہدایت کی راہ تو وہی ہے جو حضرت ابراہیم کی راہ تھی
اور وہ خدا کا عالمگیر قانون نجات ہے

پس سچائی کی راہ یہ ہوئی کہ دوسرے کو جھٹلانے کی جگہ
سب کی تصدیق کرو ۔ دنیا میں جس قدر بھی رہنمایان مذاہب
آئے ہیں خواہ وہ کسی عہد اور کسی ملک و قوم سے تعلق رکھتے ہوں
سب ایک ہی سچائی کے پیغامبر تھے اور اس لئے سب کی
یکساں طور پر تصدیق کرنی چاہیئے

داعیان مذاہب میں سے کسی ایک کا انکار بھی سب کے
انکار ہے جو کوئی "تفریق بین الرسل" کرتا ہے یعنی کسی کو
مانتا ہے کسی کو نہیں مانتا ، وہ فی الحقیقت خدا کے پورے

اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ
ان تمام تعلیموں پر بھی ایمان
رکھتے ہیں جو دنیا کے تمام
نبیوں کو ان کے پروردگار
سے ملی ہیں ، ہم ان میں سے
کسی ایک کو بھی دوسروں سے
جدا نہیں کرتے (کہ اسے نہ
مانیں باقی سب کو مانیں ۔
یا اسے مانیں مگر دوسروں سے
منکر ہو جائیں ۔ خدا کی سچائی

أَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ○ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ ع ۱۴ ۱۶

الجزء الثانی

ایک مذہب کا پیرو دوسرے مذہب کے پیروؤں کا دشمن ہو؟ کیوں ایک انسان دوسرے انسان سے نفرت کرے؟	ہم سے جھگڑتے ہو؟ (یعنی خدا پرستی کے شیوے ہی سے تمہیں اختلاف ہے؟) حالانکہ

ہمارا اور تمہارا دونوں کا پروردگار وہی ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں، تمہارے لئے تمہارے اعمال اور ہمارا طریقہ اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔

یا پھر تمہارا (یعنی یہود اور نصاریٰ کا) دعویٰ یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوب بھی یہودی اور نصرانی تھے؟ اے پیغمبر! ان سے کہو تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ ہے؟ (اگر اللہ ہے تو اس کی گواہی تو تمہارے خلاف، خود تمہاری کتاب میں موجود ہے جسے تم دیدہ و دانستہ چھپا رہے ہو) پھر بتاؤ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔

کتمان حق یعنی سچائی کو دیدہ و دانستہ ظاہر نہ کرنا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے	جس کے پاس اللہ کی ایک گواہی موجود ہو اور وہ اسے چھپائے (اور محض اپنی بات کی پچ

کے لئے سچائی کا اعلان نہ کرے؟) یاد رکھو جو کچھ بھی تم کر رہے ہو، اللہ اس سے غافل نہیں ہے

(دوسرا پارہ تیار ہے طلب کریں)

خادم
ظفر احمد قریشی

تمت بالخیر

